فرضی قصے کہانیوں اور جھوٹے لطیفوں سے پاک بچوں کا میگزین

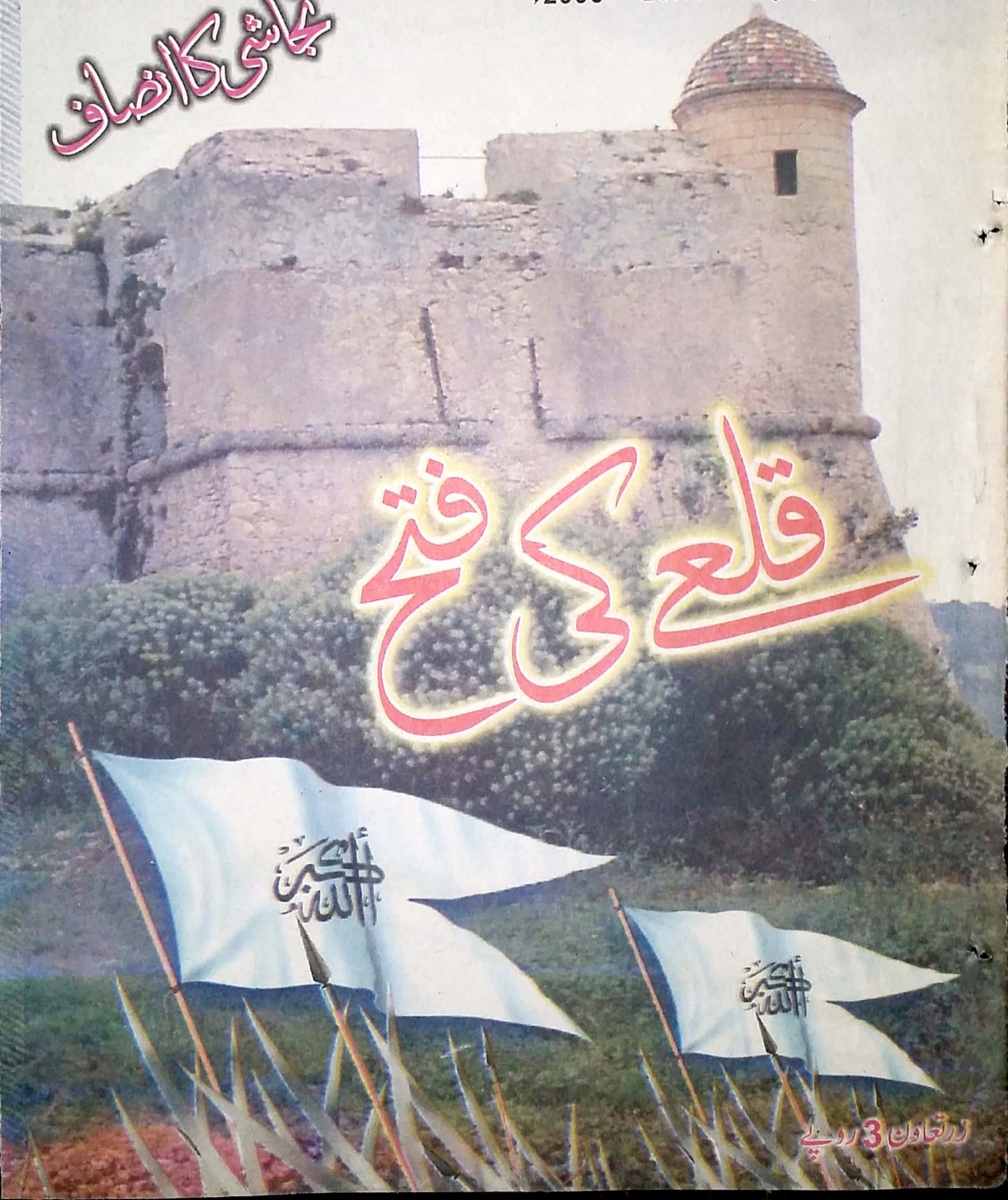
پندرہ روزہ

ننھے مجاہد

لاہور پاکستان

47

10 تا 24 جمادی الثانی 1427ھ 7 تا 20، 2006ء



مال فتنہ ہے

سیدنا کعب ابن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہر امت کیلئے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کے لیے فتنہ مال ہے''۔ (بحوالہ ترمذی)

انتخاب میمونہ اسماعیل کلاس ہفتم، صادق آباد

صرف اللہ سے مانگو

''اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے غور سے اس کو سنو! بے شک وہ لوگ جن سے تم حاجتیں مانگتے ہو اللہ کے سوا وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، خواہ سب اکٹھے ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اپنی چیز بھی اس سے نہیں چھڑا سکتے، طلب کرنے والے بھی کمزور ہیں جن سے طلب کر رہے ہیں وہ بھی کمزور ہیں ۔ (سورۃ الحج آیت نمبر ۷۳)

ناصر جاوید، چک نمبر E,B/203 بڑا

مصیبت کی وقت کی دعا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِی فِی مُصِیْبَتِی وَاَخْلِفْ لِی خَیْراً مِنْھَا (مسلم ۲/۶۳۲)

ترجمہ: ''اور یقیناً ہم اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس کے بدلے میں اس سے بہتر چیز عطاء فرما'' (آمین)

ابوعبداللہ محمد اعتزاز احمد، ڈایا جام پور

ضروری بات

ننھے مجاہدو۔۔۔السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بچو! کسی نے کہا ہے:

بچوں سے کبھی پیار میں کوئی نہ کسر رکھ
کردار پر ان کے ذرا سختی سے نظر رکھ

اور پھر آگے یہ بھی کہا ہے کہ

ہے پیار کے اظہار کا ایک یہ بھی طریقہ
ماں باپ کی تنبیہ کا نہ دل پر اثر رکھ

سچ ہے کہ بچوں کے لیے پیار میں کوئی کمی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر انہیں سچا پیار نہیں ملے گا تو وہ بھٹک جائیں گے۔ معاشرے میں کوئی مقام نہیں پا سکیں گے، احساس کمتری کا شکار ہو جائیں گے، شک ان کی طبیعت میں شامل ہو جائے گا ۔ کسی کو بھی وہ اپنا ہمدرد نہیں مانیں گے۔ کوئی ان سے ہمدردی کرے یا ان کا خیال کرے تو یہ بالکل بے تعلق رہیں گے۔

پیار سے مراد بے جا الفت نہیں کہ جب دل میں آئے بلا کر چمکار لیا۔ نہیں! بلکہ پیار میں صحیح تربیت، ان کا حق ادا کرنا، اپنے نفس کو مار کر انہیں آرام پہنچانا، اپنی خواہشات کو دبانا، ان کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر دھیان دینا، ان کی شرارتوں کو سمجھنا، ان کی حرکتوں پر غور کرنا، کوئی غلطی کرے تو اس غلطی کا احساس دلانا ہے۔ ایسی اور بہت سی باتیں ہیں جن کا ہمارے ماں باپ کو خیال کرنا پڑتا ہے۔ صرف اس لئے کہ ان کا ننھا منا بیٹا جب بڑا ہو جائے تو اس کی تربیت ایسی ہو کہ وہ ایک کامیاب اور اچھا انسان ثابت ہو۔ جو والدین ان باتوں کا خیال رکھتے، ان کے بچوں کے کردار میں ہر وہ چیز شامل ہو جاتی ہے جس سے والدین خوشی محسوس کرتے ہیں اور یہ والدین خوش قسمت ہوتے ہیں۔ ماں باپ سزا دیتے ہیں یا کسی بات سے منع کرتے ہیں تو اس میں بھی پیار ہوتا ہے۔ اور نہ وہ بچوں کو کسی بات سے منع نہ کریں۔ ان کو غلطی کا احساس نہ دلائیں، انہیں غلط کام کرنے سے نہ روکیں۔ انہیں غلط راستے پر چلنے دیں۔ ان کے پیر میں کانٹا چبھ جائے تو ماں کو محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے دل میں کانٹا چبھا اور ان سب باتوں میں پیار ہی ہوتا ہے جو ان کی تربیت کی جاتی ہے۔

ہاں تو جب بھی ماں باپ کسی کام سے منع کریں تو ہرگز ہرگز ناراض نہیں نہ ہوں کیونکہ اس میں ہماری ہی بہتری ہے حقیقتاً ہم چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان کی باتوں کو سمجھ نہیں پاتے اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔

سکولوں میں گرمیوں کی چھٹیاں ہو گئی ہیں یوں آپ کا سارا دن گھر میں ہی گزرتا ہوگا۔ کچھ بچے اپنی نانوں کے گھر چلے جاتے ہیں اور کچھ دادی اماں کے پاس چھٹیاں گزارتے ہیں۔ جب رشتے دار، بہن بھائیوں کے ساتھ کھیل کود ہوتی ہے تو اکثر بڑے روک دیتے ہیں اور وہ تب ہی روکتے ہیں جب کچھ برا ہو رہا ہو۔ ایسے میں اسے اپنے لیے اچھا سمجھ کر رک جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔ چھٹیوں میں اس بات کا خاص خیال رکھیئے گا۔

والسلام
آپکا بھائی
عبدالوارث ساجد



ننھے مجاہد

خط و کتابت کیلئے

ہفت روزہ غزوہ

4 لیک روڈ چوبرجی لاہور

فون 7314531 فیکس 042-7117551

ننھے مجاہد انٹرنیٹ پر ملاحظہ فرمائیں

www.jamatdawa.org

E-mail:-nanhemujahid@yahoo.com



امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

یہ سن ۲۰۹ ہجری کا سال تھا۔ خراسان علم وادب کا گھوارہ بنا ہوا تھا۔ دریائے جیحوں کے کنارے واقع اس شہر میں جہاں کبھی مجاہدین اسلام کے لشکر پڑاؤ کیا کرتے تھے اور ان کے گھوڑے اس دریا کے نیلگوں پانی سے اپنا منہ دھویا کرتے تھے وہاں ان دنوں اس شہر میں حدیث کے علم کا شہرہ تھا خراسان کے تمام شہروں اور دیہاتوں کے علاوہ دور دراز سے حدیث کا علم سیکھنے والے طالب علم اس شہر کا رخ کرتے تھے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ اس دور میں اس علاقے میں امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی لوگ ان کا نام حافظہ اور حدیث کا ذخیرہ سن کر ان کے ہاں علم حاصل کرنے آتے۔

ترمذ شہر میں پیدا ہونے والے ابو عیسیٰ نے جب شعور کی آنکھ کھولی تو اس وقت یہ شہر علم حدیث میں شہرت رکھتا ہی تھا تاہم محدثین کی محنتوں سے خراسان کے اس شہر کے علاوہ عراق حجاز شام اور مصر کے علاقوں میں علوم حدیث کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔

لیکن چونکہ امام بخاری رحمہ اللہ ان دنوں شہرتوں کی بلندیوں پر تھے ان جیسا حدیث کا عالم ان تمام علاقوں میں کوئی نہ تھا، اس لیے ابو عیسیٰ نے بھی امام بخاری رحمہ اللہ کی شاگردی اختیار کرنے کی ٹھانی (کاروان حدیث عبدالرشید عراقی: ص۱۲۵) وہ جانتے تھے کہ حدیث کے علم میں محمد بن اسماعیل بخاری ایک ایسا شخص ہے جس کے شاگرد ہونے پر اس کے استاد فخر کرتے ہیں اور استاد ہونے پر اس کے شاگرد فخر کرتے ہیں۔

کیوں نا! اس شخص کی شاگردی اختیار کی جائے......؟

اس سوچ کے آتے ہی ابو عیسیٰ بھی امام محمد بن اسماعیل بخاری کے پاس گئے اور خود کو علم حدیث کے لیے ان کے سپرد کر دیا۔

ابو عیسیٰ ترمذی امام بخاری کے ہونہار طالب علموں میں سے تھے، ان کا بلا کا حافظہ تھا اور احادیث سے مسائل نکالنے میں انھیں بڑا ملکہ تھا۔ (شاہ عبدالعزیز دہلوی بستان المحدثین ص۱۲۱)

اگرچہ ابو عیسیٰ ترمذی نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ بہت سے اور اساتذہ سے بھی استفادہ کیا، جن میں امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ، امام مسلم اور امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ تاہم انھوں نے احادیث کے حصول میں زیادہ تر وقت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں ہی گزارا۔ امام ابو عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ترمذی کو احادیث حاصل کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ وہ اپنے ہم عمر طلباء میں پیش پیش ہوتے درس کا وقت قریب آتے ہی اپنے استاد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ترین جگہ پر بیٹھتے اور درس کو غور سے سنتے۔ احادیث حفظ کرتے اور پھر کسی حدیث کے متعلق کچھ شک ہوتا تو اس پر بحث کرتے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ابو عیسیٰ ترمذی کے شاگرد ہونے پر اکثر ناز بھی کیا کرتے تھے۔

ایک شاگرد کے لیے یہ بہت خوشی کی بات اور بڑے فخر کا مقام ہوتا ہے کہ اس کا کوئی استاد اس سے روایت لے کر خود بیان کرے یا نقل کرے۔ یہ اعجاز بھی امام ترمذی کو حاصل تھا کہ ان کے نامور استاد جنھیں محدثین نے "امام المحدثین" کا لقب دیا یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہونہار شاگرد امام عیسیٰ ترمذی سے دو حدیثیں نقل کیں۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی نے احادیث کا علم ایک استاد سے یا ایک جگہ بیٹھ کر حاصل نہیں کیا، بلکہ انھوں نے ذخیرہ حدیث کے لیے بڑے لمبے لمبے سفر کیے۔ وہ خود آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے تھے، پھر اس زمانے میں سفر کرنا بہت دشوار گزار کام تھا گدھے گھوڑا یا اونٹ پر سواری کرنا بڑی دشواری تھی اور سفر میں بھی کئی روز گزر جاتے تھے لیکن ان سب تکلیفوں کے باوجود بھی امام ابو عیسیٰ ترمذی نے بہت سے علاقوں کے سفر کیے۔ احادیث جمع کیں۔ انھیں جب معلوم ہوتا کہ فلاں علاقے میں حدیث کا علم رکھنے والے کوئی عالم موجود ہیں وہ اس علاقے کی طرف رخت سفر باندھتے اور سفر شروع کر دیتے۔

انھوں نے احادیث کے حصول کے لیے ترمذ شہر سے بخارا کا سفر کیا، اسی طرح نیشاپور گئے، وہاں سے "رے" شہر گئے

[redacted]

پھر بغداد سے بصرہ، بصرہ سے مدینہ منورہ اور مدینہ منورہ سے مکہ المکرمہ۔

(اٹلس سیرۃ النبی ﷺ ابو خلیل: ص ۴۸۳)

امام ترمذی رحمہ اللہ بہت زیادہ ذہین اور فطین تھے۔ اس سلسلے میں آپ کے کئی واقعات مؤرخین نے اپنی کتب میں نقل فرمائے ہیں۔ آپ کی ذہانت کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے جس کو امام ترمذی رحمہ اللہ خود نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ مجھے سفر حج کے دوران ایک ایسے محدث کا علم ہوا، جن سے مجھے دو صحیفے جازۃ ملے تھے تو میں ان سے استفادہ کے لیے چلا گیا، لیکن میرے پاس وہ دونوں صحیفے اس سفر میں موجود نہ تھے، اس لیے میں کچھ صاف کاغذ لے کر حضرتِ محدث کی خدمت میں جا پہنچا، حضرت محدث حدیثیں پڑھتے چلے گئے اور میں اپنی انگلی ان صاف کاغذوں پر اس طرح پھیرتا چلا گیا کہ گویا میں لکھی ہوئی احادیث کے ساتھ موازنہ کر رہا ہوں، حضرت محدث نے جب مکمل احادیث سنا لیں تو ان کو علم ہوا کہ میرے سامنے لکھے ہوئے کاغذات کتابت اور تحریر سے خالی ہیں تو غصے میں فرمانے لگے کہ آپ نے میرا وقت ضائع کیا ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے بحمد اللہ تمام احادیث یاد ہو گئی ہیں، حضرت محدث نے بطورِ امتحان مزید چالیس احادیث سنائیں، جنھیں امام ترمذی رحمہ اللہ نے سند کے ساتھ محدث موصوف کو سنا دیں، محدثِ وقت آپ کی اس غیر معمولی ذہانت کو دیکھ کر ششدر رہ گئے اور فرمانے لگے: مارأیت مثلك میں نے تم جیسا کوئی اور نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے امام عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن و کمال سے بھی مالا مال کر رکھا تھا، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں کہ:

"امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ میانہ قد خوبصورت جسم اور مضبوط بدن کے مالک تھے، چہرہ انتہائی روشن اور رنگ سرخ و سفید تھا آپ طبعاً نہایت نفاست پسند تھے۔ (مفتاح النجاح: ص ۶۰)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے درس و تدریس کی مسند پر قدم جمایا تو ان کے شاگردوں کی تعداد دنوں میں سینکڑوں تک پہنچ گئی وہ درس کے لیے تشریف لاتے تو شاگردوں سے حلقہ بھرا ہوتا تھا صاحب مفتاح النجاح نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے شاگردوں کی تعداد شمار سے کہیں زیادہ ہے ایک تحقیق کے مطابق امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے نوے ہزار شاگردوں نے ترمذی کا سماع فرمایا۔

(مفتاح النجاح محمد بن القوی: ۶۱) امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں جب اپنی کتاب "جامع ترمذی" لکھ کر فارغ ہوا تو میں نے کتاب کا نسخہ حجاز کے علماء کرام کو دکھایا تاکہ وہ اپنی آراء سے آگاہ کریں۔ علماء کرام نے بغور اس کتاب کو دیکھا اور تعریف فرمائی۔ پھر میں کتاب لے کر عراق کے علماء کے پاس حاضر ہوا اور کتاب علماء کی خدمت میں پیش کی، علماء کرام نے کتاب کو بغور دیکھا اور پسند فرمایا۔ پھر میں کتاب لے کر خراسان چلا گیا وہاں کے علماء کرام کو بھی میں نے کتاب پڑھنے کے لیے دی خراسان کے علماء نے بھی کتاب پڑھی تو اس کی مدح فرمائی۔ یوں ایک تو کتاب مختلف علماء کی نظر سے گزر گئی اور اس کی شہرت بھی پھیل گئی۔

(بستان المحدثین از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: ص۱۸۶)

وہ کہا کرتے تھے کہ:

"میری یہ کتاب جس گھر میں ہو گویا اس گھر میں نبی اکرم ﷺ موجود ہیں جو باتیں کر رہے ہیں۔"

امام ترمذی کی کتاب "جامع ترمذی" کی انھیں خوبیوں کی وجہ سے انھیں اندلس کے علماء کرام نے نہایت ہی شاندار انداز سے شعروں میں تعریف کی جس کا مفہوم یوں ہے:

"کتاب ترمذی ایسے ہے جیسے علم کے باغات ہیں اور ان باغات کے پھول روشن ستاروں کی طرح ہیں اس میں الفاظ کے ساتھ ایسے آثار بیان کیے گئے، جو نشانات قائم کرنے کی طرح ہیں۔"

(بستان المحدثین از علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: ۱۸۶)

اماترمذی 17 رجب 279 ہجری میں سوموار کے روز ترمذ میں فوت ہوئے۔

جوابات پہیلیاں

1 آم۔ 2 مہینہ۔ 3 آئینہ



آخری قسط

اُستادوں کا اُستاد

محمد طاہر نقاش

ایک دفعہ گوجرانوالہ شہر سے کچھ لوگ ایک خاص مقصد کے لیے جامعہ آئے۔ نماز ظہر کے وقت وہ وضو خانے کی جگہ پر پہنچ کر حافظ صاحب کو وضو کرتے ہوئے غور سے دیکھتے رہے۔ جب ان سے اتنے غور سے حافظ صاحب کو دیکھنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے: چونکہ حافظ صاحب کا ہر کام صحیح حدیث کے مطابق ہوتا ہے، اس لیے ہم حافظ صاحب کے وضو کو دیکھ کر اپنا وضو درست کر رہے تھے۔

حافظ صاحب کی یہ عادت اور خوبی ہے کہ انھوں نے جو حدیث پڑھ لی اس پر جہاں تک ہو سکے عمل ضرور کرنا ہے۔ جب سے حافظ صاحب نے یہ حدیث پڑھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے، تو آپ نے کبھی بھی کھڑا ہو کر جوتا نہیں پہنا۔ جب بھی دیکھیں حافظ صاحب بیٹھ کر ہی جوتا پہن رہے ہوتے ہیں۔

حافظ صاحب اپنے اساتذہ کا بہت احترام کرتے ہیں۔ان کے سامنے اونچی آواز میں نہیں بولتے، اگر کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو اس کی تشہیر کی بجائے خاموش رہنے کو ہی استاد کا ادب جانتے ہیں۔ ایک مثال ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی پروگرام یا کانفرنس والے آپ کے نام کے ساتھ ''شیخ الحدیث'' کا سابقہ لگا دیں یعنی آپ کو شیخ الحدیث کہہ دیں تو آپ اس جلسہ میں نہیں جاتے۔ ماسٹر خالد صاحب بتاتے ہیں کہ ایک دفعہ حافظ صاحب کا پروگرام گلاں چک میں تھا۔ آپ سائیکل پر سواری کر کے وہاں پہنچے۔دیکھا کہ آپ کے نام کے ساتھ ''شیخ الحدیث'' لکھا ہے تو واپس آ گئے، کیوں واپس آ گئے؟ اس کی دو وجوہات تھیں۔ (1) ہمارے جامع میں میرے استاد مولانا عبدالحمید ہزاروی شیخ الحدیث ہیں، یہ ان کی بجائے مجھے کیوں لکھتے ہیں (یعنی یہ تو استاد کا حق بنتا ہے، حالانکہ آپ بھی شیخ الحدیث ہیں اور لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ اپنے علم میں استاد سے بہت آگے نکل گئے ہیں، لیکن آپ اس سوچ وفکر کو استاد کے ادب واحترام اور مرتبے کے منافی سمجھتے ہیں۔اور کہتے ہیں کہ شیخ الحدیث کا سابقہ صرف میرے استاد کے ساتھ لگایا جائے نہ کہ میرے نام کے ساتھ۔

1 آپ مقررین اور علماء کے ناموں کے ساتھ آنے والے القابات وغیرہ کو نمود ونمائش اور ریاکاری کی وجہ سے سخت خلاف ہیں۔

کتنے ہی لوگوں نے جب آپ کی طبیعت اور رجحان کو نظر انداز کر کے آپ کے نام کے ساتھ ''شیخ الحدیث'' کا سابقہ لگا دیا تو آپ کہنے سننے اور منت ساجت کے باوجود ان کے جلسے میں نہ گئے، بلکہ کہا کہ بھائی میں تو صرف عبدالمنان ہوں، آپ نے تو کسی اور شیخ الحدیث عبدالمنان کا اشتہار لکھا ہے، آپ اس کو لے جائیں، میں تو وہ نہیں ہوں۔

بھائی رضاء اللہ رؤف کے مطابق کچھ عرصہ قبل آپ حج پر گئے تو جامعہ کی انتظامیہ نے آپ کی چھٹیوں کی تنخواہ یہ کہہ کر دینے سے انکار کر دیا کہ چونکہ جب آپ پڑھا نہیں رہے ہوں گے تو پھر تنخواہ بھی نہ ملے گی۔

حافظ صاحب نے ان کے ایسا کرنے سے پہلے ہی گھر میں کہہ دیا تھا کہ چونکہ میں حج پر جا رہا ہوں، آپ نے مدرسہ سے تنخواہ لینے نہیں جانا، دکان والے سے ادھار لے لینا، میں واپس آ کر ادا کر دوں گا۔

حافظ صاحب جب حج پر چلے گئے تو مولانا عبداللہ مرحوم کو ایک ایسا خواب آیا جس کے نتیجے میں انھوں نے صبح اٹھتے ہی پہلا حکم یہ دیا کہ حافظ عبدالمنان کے گھر اس کی چھٹیوں کی تنخواہ پہنچا دو۔

حافظ صاحب طالبعلموں سے بہت شفقت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ان کو اپنے جامعہ کے طے شدہ ٹائم سے بھی زیادہ وقت دیتے ہیں۔ حافظ صاحب کے اگر کسی دن صرف دو پیریڈ ہیں تو ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا کہ حافظ صاحب وہ اپنے ٹائم ٹیبل کے دو پیریڈ پڑھا کر ادارہ سے چلے گئے ہوں، کہ اب میرا یہاں کیا کام، پیریڈ تو اور ہے نہیں بلکہ حافظ صاحب مدرسہ میں چھٹی ہونے تک اپنے کمرہ میں ڈیوٹی پر موجود بیٹھے رہتے ہیں۔چھٹی کے بعد نماز ادا کر کے گھر جاتے ہیں۔جب آپ فارغ بیٹھے ہوتے ہیں تو طالب علم اور عوام اپنے مسائل لے کر آ جاتے ہیں اور قرآن وحدیث کی روشنی میں رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ایسے لگتا ہے کہ گویا وہ اسی وقت کے منتظر بیٹھے تھے۔

ایک دفعہ ایک دوسری فقہ کا فارغ التحصیل طالب علم آپ کے پاس آ کر سوالوں کے جوابات دریافت کرنے لگا۔ آپ اسے جواب دیتے رہے، حتیٰ کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر عصر کے بعد گفتگو شروع ہوئی تو اس نے آپ کو نہیں چھوڑا کہ مغرب کا وقت ہو گیا، نماز مغرب کے بعد وہ پھر سوالات لے کر بیٹھ گیا۔ آپ کے ماتھے پر ذرا سی بھی سلوٹ نہ آئی بلکہ آپ نہایت خندہ پیشانی فراخ دلی اور خوش اخلاقی سے ہنستے مسکراتے اس کے سوالوں کے جوابات دیتے رہے۔ یہاں تک کہ عشاء کی نماز لیٹ ہو گئی۔ قریب بیٹھے لوگ بے چینی محسوس کرنے لگے، لیکن حافظ صاحب نے اس کو نہیں کہا کہ اب بس بھی کرو، بلکہ اس کے سوالوں پر ہمہ تن گوش رہے۔ آخر اس نے اعلان کیا کہ حافظ صاحب اب میں آپ سے سوال نہیں کروں گا، تو آپ نے اٹھ کر نماز پڑھائی اور وہ آپ کو دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔

حافظ صاحب رسول اللہ کے اس فرمان کہ: ''اپنے معاملات میں اپنے امیر کی اطاعت کرو۔'' پر سختی سے کاربند ہیں، چوک نیائیں گوجرانوالہ میں لوگوں نے محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت زور لگایا کہ آپ یہاں آ کر جمعہ پڑھائیں اور درس دیں۔ آپ نے کہا کہ جب تک میرا امیر ایسا کرنے کا حکم نہ دے گا، میں ایسا نہ کروں گا۔ اس مسجد میں آپ کے استاد مولانا عبداللہ صاحب خطبہ جمعہ اور درس دیتے تھے۔ آپ نے ان کی جگہ کھڑا ہونا مناسب نہ جانا، حتیٰ کہ مولانا عبداللہ صاحب نے جب حکم دیا تو آپ نے وہاں جا کر جمعہ اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔

ایک امام یا ایک استاد کو اگر دوسرے تعلیمی ادارے سے کوئی سہولت زیادہ ملے یا تنخواہ زیادہ ملنے کے امکان ہوں تو وہ اس تعلیمی ادارے کو چھوڑ کر دوسرے میں چلا جاتا ہے۔

ایسے چند مواقع حافظ صاحب کو بھی ملے، جب لوگوں

نے آپ کو کہا کہ ہم آپ کو تنخواہ اتنے گنا زیادہ دیں گے، مکان، گاڑی یا بعض دوسری سہولتیں بھی فراہم کریں گے۔ آپ ہمارے ادارے میں پڑھائیں، تو آپ نے جواب دیا: ''مجھے ان چیزوں کی ضرورت و خواہش نہیں، بس آپ میرے امیر (مولانا عبداللہ صاحب) سے رابطہ کریں اگر وہ مجھے حکم دیں گے تو جہاں وہ کہیں گے میں جانے کے لیے تیار ہوں گا ورنہ نہیں! (کیونکہ اطاعت امیر کے خلاف قدم اٹھانا معصیت کے زمرے میں آتا ہے)

اب مولانا عبداللہ صاحب سے نہ کوئی پوچھتا اور نہ ہی وہ حافظ صاحب کو کہیں جانے کی اجازت دے سکتے تھے، اس لیے کہ ان سے حدیث پڑھنے کے لیے ہی دنیا والے دور دور سے سفر کر کے گوجرانوالہ جامعہ محمدیہ پہنچتے تھے۔ لہٰذا انھوں نے ساری زندگی ان کو کہیں اور جانے کا حکم نہ دیا اور نہ ہی حافظ صاحب پرکشش ترغیبات کے پیچھے لگ کر کہیں اور ادارے میں گئے۔

آپ اپنے شاگردوں کو ہمیشہ صحیح مضبوط اور پکی بات کرنے کی نصیحت کرتے ہیں اور کچے کمزور و مؤقف سے بچتے رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شاگرد مفروضہ قائم کرتے ہوئے کہے کہ حافظ صاحب! ''ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ'' آپ اس کی بات کاٹ کر فوراً کہتے ہیں...... ''بھائی! ایسا نہیں بھی ہوسکتا۔'' اب آگے بات کرو...... اگر کہے کہ ممکن ہے ایسا'' ہو تو فوری جواب دیتے ہیں'' بھائی ممکن ہے ایسا نہ بھی ہو تو یعنی آپ کہتے ہیں کہ تصدیق کرنے کے بعد پختہ مضبوط مؤقف اختیار کرو، فرضی افکار و نظریات پر اپنے مؤقف کی بنیاد نہ رکھو۔

ہمارے پیارے استاد صاحب کے شاگرد اب ملک اور بیرون ملک پھیل کر استاد کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ فروغ علم کے لیے کہا کرتے تھے کہ: ''میرا دل چاہتا ہے کہ میں مولانا عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ اور مولانا عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ کے سامنے بیٹھ کر دوبارہ تعلیم حاصل کروں، کتابیں پڑھوں، ان کو دیکھ کر مجھے اپنی کم علمی کا شدت سے احساس ہوتا ہے۔''

علامہ احسان اور مولانا عبداللہ تو اللہ کو پیارے ہو گئے ہم اللہ کریم سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے اس مشفق استاد کو تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور وہ قرآن و حدیث کی شمع کو روشن رکھنے کی خدمت انجام دیتے رہیں۔ ہمارا یہ استاد کتنا سادہ ہے، آج بھی اگر کسی نے دیکھنا ہو تو ان کو آٹے کی چکی سے آٹے کا توڑا اپنی کمر پر لادے گھر کو آتے ہوئے دیکھ سکتا ہے۔ یہ سادہ لوحی کہاں دیکھنے میں آتی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ کریم ان کا جنتوں کی طرف جاری سفر اس سادگی سے مکمل کر کے ان کو حور و غلمان والی جنتوں کا وارث بنا دے۔ آمین

مثالی قاضی

تیونس کی بندرگاہ سوس پر لوگوں کا ہجوم تھا۔ یہ لوگ قاضی ابو عمر کو رخصت کرنے آئے تھے۔ قاضی ابو عمر شمالی افریقہ کے چیف جسٹس تھے اور سسلی جا رہے تھے۔ سسلی کی حکومت نے شمالی افریقہ کی حکومت سے ان کی خدمات ادھار لی تھیں۔ یہ ۲۸۹ھ کا ذکر ہے۔

جب شمالی افریقہ پر بنو اغلب حکمران تھے۔ اور سسلی پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا۔ قاضی ابو عمر نے جہاز پر سوار ہونے سے پہلے مجمع سے خطاب کیا۔

سوس کے لوگو! دیکھو! یہ میرا کمبل ہے۔ یہ میری قمیض ہے اور اس بڑے سے تھیلے میں میری کتابیں ہیں اور دیکھو یہ میری ہے اس کے پاس ایک جبہ اور کمبل ہے اور میں ان چیزوں کے ساتھ سسلی جا رہا ہوں۔ اب دیکھنے واپسی پر کیا کچھ ساتھ لاتا ہوں۔ اچھا خدا حافظ سسلی میں قاضی ابو عمر کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔ انہیں رہنے کے لئے ایک شاندار قصر ملا۔ قاضی نے محل پر حقارت آمیز نگاہ ڈالی اور کہا ''اتنا بڑا محل میں کیا کروں گا۔''

یہ تو بڑے لوگوں کے رہنے کا ہے میں تو اللہ تعالیٰ کا ایک حقیر اور عاجز بندہ ہوں۔ یہ کہہ کر ایک چھوٹا سا مکان اپنے لیے پسند کیا اور جشن سمیت اسی میں فروکش ہو گئے۔ جلد ہی ملک بھر میں قاضی ابو عمر کے زہد و تقویٰ، علم و فضل، فراست و بصیرت اور بے لاگ عدل و انصاف کا چرچا ہو گیا قاضی ایک حبہ تنخواہ بھی نہ لیتے۔

وہ خود اور ان کی لونڈی سوت کات کات کر گزر بسر کرتے۔ ایک روز وہ عدالت سے غیر حاضر رہے۔ لوگ انہیں دیکھنے ان کے گھر پہنچے اور ششدر رہ گئے قاضی صاحب چھوٹے سے حجرے میں کھردری چٹائی پر دراز تھے۔ بھدا سا تکیہ سر کے نیچے رکھا تھا۔ لوگوں کو دیکھ کر اٹھ بیٹھے اور کہا: ''دوستو! میں نے مقدور بھر آپ کی خدمت کی ہے۔ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، اتنا بوڑھا کہ اس بار گراں کو اٹھانے کے قابل نہیں رہا۔ میں نے امیر سے کہا ہے کہ مجھے سبکدوش کر دیجیے۔ میں زندگی کے آخری دن اپنے وطن میں گزارنا چاہتا ہوں۔'' قاضی صاحب کی درخواست منظور کر لی گئی۔ سسلی کے لوگوں نے اشک بار آنکھوں سے انہیں رخصت کیا۔

سوس کی بندرگاہ پر زبردست ہجوم تھا اور قاضی ابو عمر ان سے کہہ رہے تھے:

''سوس کے لوگو'' میں آپ کے درمیان پھر آ گیا ہوں دیکھو جو مال و دولت ساتھ لے کر گیا تھا وہی واپس لایا ہوں آپ! لوگ گواہ رہیں۔ میں نے اپنے منصب سے کوئی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔'' (بحوالہ حکمران صحابہ)

(انتخاب محمد یحییٰ خلیق، موڑ کھنڈا ننکانہ)

جنت کس چیز سے بنی ہے؟

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! جنت کس چیز سے بنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اور اس کا مسالہ جس سے اینٹیں جوڑی گئی ہیں تیز خوشبودار مشک ہے۔ جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔ ہمیشہ نعمتوں میں رہے گا اور کبھی کسی چیز کا محتاج نہ ہوگا۔ ہمیشہ زندہ رہے گا اور موت نہ آئے گی۔ نہ جنتیوں کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے اور نہ ہی ان کی جوانی فنا ہوگی۔ (مشکوۃ ج ۲ ص ۴۸۷)

صفی الرحمن، علی پور چٹھہ

مسکراہٹ

ہمارے استاذ مکرم خالد بن بشیر مرجاوی حفظہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ایک دن کلاس میں سنائی کہ ایک دن میرے ایک دوست میرے پاس آئے ہوئے تھے تو میں نے ان کو ایک اعلیٰ قسم کی خوشبو پکڑاتے ہوئے کہا'' اے لو لا لو (یہ لیں لگا لیں) تو انہوں نے آگے سے پوچھا کہ لا لوں یا لے لوں (لگا لوں یا لے ہی لوں)

(مراسلہ: سفیان محمد بن نعمۃ اللہ، فیصل آباد)

ذرا بتائیں تو؟ سلسلہ نمبر 12

☆.....قرآن پاک کی وہ کونسی صورت ہے جس میں دو مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آئی ہے!

☆.....سب سے زیادہ احادیث رسول کس صحابی رسول سے روایت ہیں۔

☆.....وہ کونسے صحابی رسول ہیں جن کی وفات پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ رحمان کا عرش مل گیا؟

☆.....سیرت النبی کے موضوع پر تین مشہور کتابوں کے نام اور مصنف کے نام بتائیں؟

☆.....ابو معصب زرقاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ شہادت کونسی ہے؟

☆.....امیر المومنین کا لقب سب سے پہلے کس خلیفہ نے اختیار کیا؟

☆.....اس عظیم مسلمان سپہ سالار کا نام بتائیں جن کے ہاتھ سے ایک جنگ میں 9 تلواریں ٹوٹیں! جنگ کا نام بھی بتائیں؟

☆.....تاریخ اسلام کی پہلی خاتون تاجر کا نام بتائیں؟

☆.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام کیا تھا؟

☆.....اسلام آباد پاکستان کا دارالحکومت کب بنا اس سے پہلے پاکستان کا دارالحکومت کون سا تھا۔

(مرتبہ ماریہ بنت محمد امین عادل، کوئٹہ)

سلسلہ نمبر 9 کے بذریعہ قرعہ اندازی انعام یافتہ

1۔	اخت ابو صارم	وہاڑی
2۔	محمد عظیم مشتاق	کمالیہ
3۔	فرحان اجمل	اوکاڑہ
4۔	حافظ محمد شہزار	سرگودھا
5۔	ثوبیہ فاروق	شیخوپورہ
6۔	سید حمزہ علی	بہاولپور
7۔	سائرہ عمر	لاہور
8۔	محمد احمد خان	راولپنڈی
9۔	حافظ محمد محسن لطیف	وہاڑی
10۔	اخت ابوذر عبداللہ	ننکانہ

سلسلہ نمبر 10 کی شخصیت سید احمد شہیدؒ

ذرا بتائیں سلسلہ نمبر ۱۰ میں صحیح جوابات بھیجنے والے احباب

فیصل آباد: زنیر جمیل، حافظ محمد احمد، اخت زید، اسارہ آصف، محمد عثمان، عامر ملائم حسین، حافظ محسن، عادل فاروق، زہرا مصطفیٰ۔ شیخوپورہ ننکانہ: ثوبیہ فاروق، بنت چوہدی بشیر، اخت ابوبکر، کلثوم یونس، اخت ابوذر، سعد عبدالحنان، صبیہ ابوبکر، طیب، انس کبیر، علی رضا، تنزیلہ۔ قصور: اخت ابوانس، عدیل احمد، محمد ریاض، محمد حسین، حافظ خضر حیات، راحیلہ ہارون۔ لاہور: اخت عتیق الرحمٰن، سائرہ عمر، نفیس عطیہ۔ گوجرانوالہ: بنت عبدالرحیم، ابوبکر عاصم، اسد محمود، حافظ عتیق الرحمٰن، طلال فاروق، صبا دسحر، بنت محمد صالح، محمد شکیل۔ سیالکوٹ: کاران طاہر، محمد زاہد، ظہیر احمد، حافظ بلال، شوکت۔ اوکاڑہ: محمد نعیم، ضیاء الرحمٰن، محمد لطیف، قراۃ العین۔ شفقت رسول، حافظ خبیب۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ: محمد یونس، محمد خالد، محمد عظیم، توصیف، شرجیل انجم، اسامہ کمال، محمد ظفر اللہ ضیاء، بلال طاہر، عاتکہ ارشد۔ خانیوال: راشد ابراہیم، محمد اشفاق نذیر، رابعہ منور، کراچی: ابن چاند محمد، خضر حیات، نارووال: اللہ دتہ، محمد بلال، محمد ساجد اسامہ، محمد شعیب، سرگودھا: شوال خالد، شہزاد حسن، بدر منیر، رانا وقاص، بہاولپور: محمد اسمٰعیل، سیدہ حصمہ، لودھراں: محمد یونس سلفی، سعدیہ سعید، ارم حیات، طلحہ حیات، ملتان: محمد ثاقب، اخت عدنان، بلال اسمٰعیل، رضوان، جاوید، ابورضوان، عالیہ اشفاق، منڈی بہاؤالدین: عثمان عبدالعزیز، راولپنڈی: محمد احمد، رشید، سعد، مریم، جہلم: مصباح یونس، حافظ آباد: نزہت فاطمہ۔ بہاولپور: سید حمزہ علی۔ سندھ: عنایت اللہ بروہی۔ گجرات: فیصل شہزاد۔ وہاڑی: وقار مشتاق، قاری اسمٰعیل، محمد محسن، اخت ابو صارم۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان: محمد زاہد خان، محمد اویس۔ بہاولنگر: اخت ابی مرصد، راشد جاوید۔ رحیم یار خان: محمد سیف اللہ عثمانی۔ آزاد کشمیر: اخت احتشام۔

دیگر شہروں سے: زاہد غلام رسول، سید حنظلہ علی، عبدالرؤوف جانباز۔

آٹھ باتیں

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے بڑے ہی پتے کی بات کہی ہر مصیبت زدہ انسان کو یہ بات اپنے پلے باندھ لینی چاہیے۔ یہ ایک رہنما اصول ہے جسے ہر اس شخص کو پیش نظر رکھنا چاہیے جو کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔

سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ ۲۰ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو جام شہادت نوش کر گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ پر ابن ملجم نے حملہ کیا آپ رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں پڑے تھے اور آپ کے سامنے آپ رضی اللہ عنہ کے جگر گوشہ حسن رضی اللہ عنہ بیٹھے آنسو بسا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو نصیحت کی اور فرمایا: بیٹا میری یہ آٹھ باتیں ہمیشہ یاد رکھنا۔

① ......انسان کی سب سے بڑی دولت عقل ہے

② ......سب سے زیادہ غربت و محتاجی بے وقوفی وحماقت ہے۔

③ ......سب سے زیادہ وحشت و گھبراہٹ تکبر و غرور ہے

④ ......سب سے زیادہ بزرگی خوش اخلاقی و نیک کرداری ہے۔

چاروں چیزوں سے ہمیشہ اجتناب کرنا:

① ......بے وقوفی کی دوستی سے ہمیشہ اجتناب کرو۔ کیونکہ وہ اگر فائدہ پہنچانا چاہتا ہے تو اس کا انجام نقصان ہوتا ہے۔

② ......جھوٹے کی ہم نوائی سے بچنا کیونکہ وہ قریب کو دور اور دور کو قریب کرتا ہے۔

③ ......بخیل کی صحبت سے بچو کیونکہ بخیل دوست تم سے ان خاص چیزون کو چھڑا دیگا جس کی تمہیں سخت ضرورت ہوگی۔

④ ......فاسق وفاجر شخص کی دوستی سے اجتناب کرو کیونکہ وہ تجھے موقع پاتے ہی تھوڑی سی چیز کے بدلے فروخت کردے گا۔ (بحوالہ، حکمران صحابہ رضی اللہ عنہم)

اخت شکیل احمد، شیخوپورہ

ننھے مجاہد کا اعلان

کشمیر چلو کشمیر چلو ہاتھوں میں لیے شمشیر چلو
دشمن کے مقابل جانا ہے تم پڑھتے ہوئے تکبیر چلو
ہر سمت سے حملہ کر دینا بدلے گی وہاں تقدیر چلو
ہاتھوں میں کمانیں بھی دشمن پر چلاتے تیر چلو
ظالم کو پکڑنا ہے سب نے ساتھ اپنے لیے زنجیر چلو
تاریخ میں لکھا جائے گا کچھ کرتے ہوئے تحریر چلو
کیا کس نے کہا کیا کس نے سنا چھوڑو یہ تقریر چلو
دیکھا تو ہے خواب آزادی مل جائے گی اب تعبیر چلو
کشمیر چلو کشمیر چلو ہاتھوں میں لیے شمشیر چلو

عظیم اور اشتیاق......ڈھولن چک 7 پتوکی

سچی مسکراہٹیں

ایک دفعہ ہم مدرسہ میں حدیث کا پیریڈ لے رہے تھے۔ تو گدھے کی سی آواز باہر سے آنے لگی۔ باجی نے بھی اور ہم نے بھی سبق چھوڑ کر اعوذ باللہ پڑھنا شروع کیا۔ لیکن وہ آواز تو بند ہی نہیں ہو رہی تھی بلکہ بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔ اتنے میں ایک لڑکی نے کہا باجی یہ حمار (گدھا) نہیں موٹر سائیکل کا ہارن ہے۔

کچھ دن پہلے امی نے حمزہ کو سکول بیج خریدنے کے لیے دس روپے دیے اور تاکید کی کہ بیج خرید لینا جب حمزہ سکول سے واپس آیا تو امی نے کہا: ''بیج خرید لیا، حمزہ نے کہا نہیں۔'' امی نے کہا: ''کیوں میں نے پیسے دیے تھے، آپ کو دس روپے دیے تھے نا؟'' حمزہ بڑی دھیمی آواز سے معصومیت سے بولا: ''امی آپ نے 10 روپے دیے تھے، بیج 7 روپے کا تھا۔''

درد کیوں نہیں ہوتا؟

درد صرف اس وقت محسوس ہوتا ہے جب اعصاب کا کوئی تار کسی زخم، ضرب وغیرہ سے متاثر ہوتا ہے۔ ہمارے پورے بدن پر موجود جلد میں اعصاب کے تاروں کا جال بچھا ہوا ہے۔ جب بھی جلد کسی جگہ سے کٹتی یا چوٹ کا نشانہ بنتی ہے تو جلد میں موجود اعصاب کے تار متاثر ہو کر متحرک ہو جاتے ہیں، چنانچہ ہمیں درد محسوس ہوتا ہے۔ لیکن ناخنوں اور بالوں میں اعصاب کے تار نہیں ہوتے، اسی لیے جب انھیں کاٹا جاتا ہے تو ہمیں کسی قسم کا درد محسوس نہیں ہوتا۔ کیونکہ درد پیدا کرنے والا نظام متحرک اور بیدار ہی نہیں ہوتا لیکن ناخنوں اور بالوں کی جڑوں میں زندہ خلیے ہوتے ہیں۔ جن میں اعصاب کے تار ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب بالوں کو یا ناخنوں کو کھینچا جاتا ہے تو درد محسوس ہوتا ہے۔

[حوالہ: کیوں...... طاہر منصور فاروقی: ص/۹]

جاوید اسماعیل، بدھلہ سنت ملتان

ننھے مجاہد بڑوں کی نظر میں

محترم عبدالوارث ساجد صاحب! ایڈیٹر ننھے مجاہد!
السلام علیکم!
امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔

''ننھے مجاہد'' کے تازہ شمارے میں ضروری بات پڑھنے کے دوران آپ نے جب قارئین بچوں کے سامنے حیرت انگیز انکشافات پیش کیے کہ ننھے مجاہد بڑی عمر کے افراد بھی شوق سے مطالعہ کرتے ہیں۔ تو سوچا کہ میں بھی کیوں خاموش قاری بنا رہوں۔ تو عرض ہے کہ میں مقامی ہائی سکول میں ٹیچنگ کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔ تعلیم ایم، اے، ایم ایڈ ہے اور ''ننھے مجاہد'' سے میری بھی دوستی ہے، جبکہ میرے کئی شاگرد طالب علم اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ میرا بیٹا پنجم کا طالب علم ہے وہ بھی ''ننھے مجاہد'' سے قدرے لگاؤ رکھتا ہے، میں اپنے اسٹوڈنٹس کو اکثر مطالعہ کی عادت اپنانے کی نصیحت کرتا ہوں اور اچھی کتابیں اور رسائل کا مطالع کرنے کا مشورہ دیتا ہوں۔ ان میں ''ننھے مجاہد'' کا ذکر بھی آتا رہتا ہے۔ میرے لحاظ سے یہ بچوں کے لیے ایک مکمل میگزین ہے۔ اس کی تیاری میں آپ جس عرق ریزی سے کام لیتے ہیں اس کے لیے آپ بجا طور پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

والسلام

محمد ظفر اللہ ضیاء......کمالیہ

راہ حق

شام کا وقت تھا، مدینہ منورہ میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک جگہ بیٹھے بدر کے واقعات دہرا رہے تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بھی تشریف فرما تھے بدر کی لڑائی میں ان کا یہ بیٹا کفار کی جانب سے لڑ رہا تھا۔

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ابا جان کئی دفعہ آپ میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں گھوڑے کی باگ موڑ لیتا اور دوسری طرف چلا جاتا۔'' سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''بیٹا اگر تم میری تلوار کی زد میں آتے تو واللہ میں تمھیں کبھی نہ چھوڑتا ہم حق پر تھے اور تم باطل پر تھے حق کو خونی رشتہ پر فوقیت حاصل ہے۔

شہزادی مریم اکرام الحق، صادق آباد

وزراء

دنیا میں ایک سو سے زائد ممالک کے وزراء کی تعداد میں پاکستان سرفہرست ہے۔ جس کے وزراء کی تعداد 63 سے زائد ہے۔ بھارت پاکستان سے آبادی کے لحاظ سے سات گنا بڑا ہے، اس کے وزراء کی تعداد 28 امریکہ کے وزراء کی تعداد 15 جبکہ چین کے وزراء کی تعداد صرف 8 ہے۔

انعام الرحمٰن طاہر، بھنگو (موکل)

لمحہ فکریہ......!

اے انسان تو سمجھتا ہے کہ ہمیشہ زندہ رہے گا لیکن نہیں دنیا جلد ہی تمھارا نام زندوں کی فہرست سے نکال کر مردوں کی فہرست میں درج کر دے گی۔ والدین بہت روئیں گے بالآخر مایوس ہو کر بیٹھ جائیں گے۔ احباب اور عزیز واقارب تمھیں خوب یاد کر کے ہمیشہ کے لیے بھول جائیں گے۔

بیوی کچھ عرصہ سوگوار رہے گی مگر چند روز کے بعد حالات کی تبدیلیاں اسے کاموں میں الجھا دیں گی۔ بچے بہت یاد کریں گے مگر آہستہ آہستہ ان کے ذہن سے تمھارا نقش مٹ جائے گا۔ طوفان تمھاری قبر کی بلندی کو ہموار کر کے تمھارا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے۔ چند سال بعد تم ایک بھولے خواب کی مانند ہو جاؤ گے۔ نصف صدی گزر جانے پر یہ اندازہ کرنا مشکل ہوگا کہ تم کبھی دنیا میں آئے بھی تھے یا نہیں...... اس لیے دنیا کی فکر چھوڑ کر آخرت کی تیاری کر جہاں ابدی زندگی تیرا انتظار کر رہی ہے۔

اے انسان!

آخرت کی فکر ہو شام و سحر
ہر لمحہ تجھے خوف خدا چاہیے

مریم اکرام الحق، صادق آباد

قلعے کی فتح

سلمان نذیر چک نمبر ۱۸ ارینالہ خورد

جنگ قادسیہ کے بعد مسلمان مجاہد اپنے دلوں میں شوق شہادت کا جذبہ لیے ہوئے تھے۔ کچھ مجاہد جنگ قادسیہ میں شہید ہونے والے اپنے بھائیوں پر رشک کر رہے تھے اور پھر سے کسی دوسرے معرکہ حق و باطل کا شوق دل میں سموئے ہوئے منتظر تھے۔

ابھی مجاہدین کے انتظار کی گھڑیاں اتنی لمبی نہیں ہوئی تھیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایلچی مدینہ سے کوفے کے گورنر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام پیغام لے کر پہنچا کہ وہ اپنا لشکر لے کر روانہ ہو جائیں اور بصرہ سے آنے والے لشکر کے ساتھ مل جائیں اور پھر سارا لشکر ہرمزان کی تلاش میں اہواز کی طرف روانہ ہو اور اسے فوراً گرفتار کر کے تستر شہر کو آزاد کرا لیا جائے جو کہ اس دور میں بڑی اہمیت کا حامل تھا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی حکم لکھا تھا کہ بنو بکر کے سردار اور ہردلعزیز سربراہ اور بہادر شہسوار کو اپنے ہمراہ لے لیں۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ المسلمین کا حکم مانتے ہوئے اپنا لشکر تیار کیا اور اس کی بائیں جانب بنو بکر کے اس بہادر سپاہی کو متعین کر دیا اور بصرہ سے آنے والے لشکر اسلام سے مل کر جہاد کے ذریعے مختلف شہروں کو آزاد کراتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتے گئے۔ ہرمزان لشکر اسلام سے ڈرتا ہوا بھاگ نکلا اور چھپتے چھپاتے بالآخر اس نے تستر شہر کے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔

تستر شہر جس میں ہرمزان نے پناہ لی تھی۔ فارس کے شہروں میں سب سے زیادہ خوبصورت سرسبز اور محفوظ ترین تھا۔ یہ شہر تاریخی لحاظ سے بہت پرانا اور تہذیب و ثقافت کا گہوارہ تھا۔ اور سطح زمین پر گھوڑے کی شکل پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اسے ایک بہت بڑا دریا سیراب کرتا تھا۔ جسے دریائے دجیل کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کے درمیان ایک جزیرہ میں شاہ سابور نے جھیل بنوائی اور اس میں سرنگوں کے ذریعے دریا سے پانی پہنچانے کا اہتمام کیا۔ تستر شہر کی جھیل اور سرنگیں فن تعمیر کا ایک نادر نمونہ تھیں۔ ان کے اندرونی حصوں میں اعلیٰ قسم کے پتھر جوڑے گئے تھے۔ سرنگوں کو گرنے سے محفوظ کرنے کے لیے لوہے کے ستونوں سے سہارا دیا گیا۔ تستر کے اردگرد ایک دیوار تعمیر کی گئی جو پورے شہر کو گھیرے ہوئی تھی۔

ہرمزان نے دیوار کے ساتھ ساتھ اتنی بڑی خندق کھدوا رکھی تھی جسے عبور کرنا بہت مشکل تھا اور اندرونی جانب اس کی حفاظت کے لیے ایران کی بہترین فوج ہر وقت چوکس رہتی۔ تستر کی اس خندق پر لشکر اسلام نے مسلسل ایک سال چھ ماہ تک محاذ آرائی کی لیکن اسلامی فوج اسے عبور نہ کر سکی۔ اس مدت میں دشمن سے تقریباً اسی (۸۰) خون ریز جھڑپیں ہوئیں ہر معرکہ آرائی فریقین کے شہسواروں کے مقابلہ سے شروع ہوتی اور بالآخر یہ مقابلہ گھمسان کی لڑائی میں بدل جاتا تھا۔ ان معرکوں میں ایک موقعہ ایسا بھی آیا جس میں بنو بکر کے اس بہادر فدائی نے وہ جرأت مندانہ اقدام کیا جس سے عقل حیران رہ گئی۔ دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ ہوا یہ کہ میدان جنگ میں داد شجاعت دیتے ہوئے اس بہادر فدائی نے تن تنہا دشمن کے پورے ایک سو لڑا کے تہہ تیغ کر دیئے۔ اس حیرت انگیز کارنامے کو دیکھ کر دشمن کی فوج میں لرزہ طاری ہو گیا اور ہر ایک کے دل میں ان کے رعب و دبدبہ کی دھاک بیٹھ گئی۔ مسلمانوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر سبھی کو علم ہو گیا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام میں اس مرد مجاہد کا انتخاب کیوں کیا تھا۔

ان اسی (۸۰) معرکوں میں سے آخری معرکہ مسلمانوں نے اس زور سے کیا کہ ایرانی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور بالآخر وہ خندق کا محاصرہ چھوڑ کر شہر کے اندر پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔ انہوں نے قلعے کے دروازے بند کر لیے۔ ایرانیوں نے اچانک قلعہ کے برجوں سے لشکر اسلام پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور قلعے کی بالائی منزل سے انہوں نے ایسے زنجیر نیچے پھینکے جن کے سروں پر آگ سے گرم کی گئی شعلہ نما کنڈیاں نصب کی گئی تھیں۔ لشکر اسلام میں سے اگر کوئی مجاہد دیوار پر چڑھنے لگتا یا اس کے قریب آتا تو وہ دہکتی ہوئی لوہے کی کنڈیاں فوراً اس کے جسم میں پیوست ہو جاتیں اور ایرانی اسے نہایت تیزی سے اوپر کھینچنا شروع کر دیتے جس سے اس مجاہد کے جسم کے پرخچے اڑ جاتے اور وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو جاتا۔



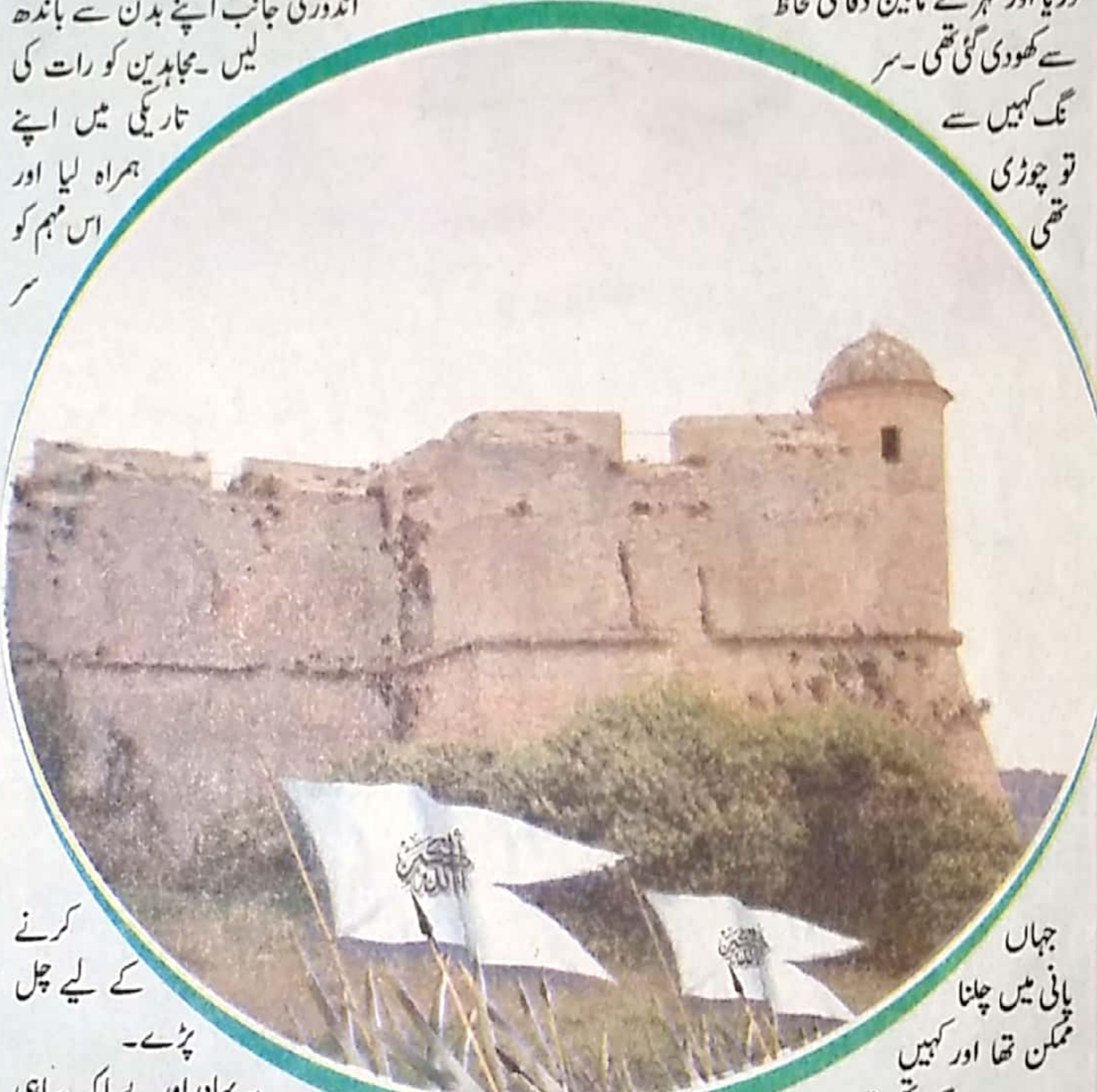
اس نازک صورت حال سے مسلمانوں کے مصائب میں اضافہ ہو گیا۔ وہ انتہائی دردناک انداز سے بارگاہ الٰہی میں گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگے۔ خدایا! ہمیں اپنے فضل و کرم سے دشمن پر غلبہ عطا فرما۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حیران و پریشان قلعے کی دیوار کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے تھے کہ اچانک ان کے سامنے ایک تیر گرا جس کے ساتھ کچھ بندھا ہوا تھا آپ نے آگے بڑھ کر تیر اٹھایا اس کے ساتھ بندھی ہوئی چیز کو کھولا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خط ہے جس میں یہ تحریر تھا۔ "اے فرزندان اسلام مجھے تم پر مکمل اعتماد ہے کہ تم وعدہ پورا کرنے کی پابندی کرتے ہو۔ میں تم سے اپنی جان، مال، اہل و عیال اور چند ایک رفقاء کے لیے پناہ طلب کرتا ہوں۔ اس احسان کے بدلے میں تمہیں ایک ایسا خفیہ راستہ بتاؤں گا جس کے ذریعے تم اس شہر میں داخل ہو سکتے ہو۔ یہ پڑھ کر سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے چہرے پر رونق کے آثار نمایاں ہوئے۔ جان و مال کی پناہ کا پروانہ لکھا اور اسی تیر کے ذریعے اسے قلعے کی اس سمت میں پھینک دیا جہاں سے تیر پھینکا گیا تھا۔ اس نے تیر اٹھایا خط کھول کر پڑھا تو اطمینان کا سانس لیا۔ اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ مسلمان وعدے کے سچے ہوتے ہیں۔ وہ بے خطر قلعہ کی دیوار کے ساتھ سرکتا ہوا نیچے اتر آیا۔ لشکر اسلام کے سپہ سالار سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی داستان غم سناتے ہوئے عرض کی کہ میں ایران کے سربراہ خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ ایرانی جرنیل ہرمزان نے میرے بڑے بھائی کو قتل کر دیا۔ اس کے مال و متاع کو لوٹ لیا اور اہل و عیال کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ میرے متعلق بھی اس کا دل صاف نہیں۔ میرے خلاف وہ بڑے گھناؤنے منصوبے بنا رہا ہے اور میری جان و مال کو اس سے ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اس کے ظلم و ستم کی بجائے آپ کے عدل و انصاف کے اور اس کی بدعہدی کی بجائے آپ کے ایفائے عہد کو ترجیح دیتا ہوں۔ میرا دلی ارادہ ہے کہ میں آپ کو وہ خفیہ راستہ بتاؤں جس کے ذریعے اسلامی افواج کے سپوت تستر شہر میں داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ میرے ہمراہ ایک ساتھی روانہ کریں جو بیک وقت جرأت و شجاعت اور ہوش و خروش میں مثال رکھتا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ تیراکی کا بھی ماہر ہو تاکہ اسے میرے ساتھ خفیہ راستہ عبور کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بنو بکر کے بہادر مجاہد کو اپنے پاس بلایا اور ان سے رازدارانہ انداز میں بات کی اور فرمایا: مجھے اپنی قوم سے

ایک ایسا شخص دیں جو بیک وقت دانشمند، محتاط اور تیراکی کا ماہر ہو۔ اس نے کہا: مجھے یہ خدمت سونپیں میں انشاء اللہ اسے بخوبی سرانجام دینے کی کوشش کروں گا۔ یہ سن کر سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: اگر آپ یہ خدمت سرانجام دینا چاہتے ہیں تو بسم اللہ، بہت خوشی کی بات ہے خدا تعالیٰ برکت کرے گا۔ انہیں اس مشن پر روانہ کرتے وقت ارشاد فرمایا: راستہ اچھی طرح یاد کر لینا قلعے کے دروازے کی جگہ اور ہرمزان جس جگہ موجود ہوتا ہے وہ بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینا ثابت قدمی کا ثبوت دینا اور اس کے علاوہ کوئی اور کام نہ کرنا۔

یہ بہادر اور نڈر فدائی رات کی تاریکی میں اس ایرانی بھائی کے ہمراہ یہ خطرناک مہم سر کرنے کے لیے چل پڑا۔ تو وہ دونوں زیر زمین ایک ایسی سرنگ میں داخل ہوئے جو دریا اور شہر کے مابین دفاعی لحاظ سے کھودی گئی تھی۔ سرنگ کہیں سے تو چوڑی تھی



جہاں پانی میں چلنا ممکن تھا اور کہیں سے وہ بہت تنگ تھی تو وہاں تیرنا پڑتا اس سرنگ میں نہایت ہی محتاط طریقہ اختیار کرتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتے گئے۔ بالآخر وہ اس سوراخ تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے جہاں سے بآسانی قلعہ کے اندر داخل ہوا جا سکتا تھا، ان کے ساتھی نے وہیں سے اشارہ کیا کہ وہ دیکھو! میرے بھائی کا قاتل ہرمزان بیٹھا ہے اور وہیں سے قلعہ کا بغور جائزہ لیا۔ اس بہادر مجاہد نے ایرانی سپہ سالار کو سامنے بیٹھے دیکھا تو دل میں خیال آیا کہ اس کے سینہ میں نیزہ دے مارے، لیکن فوراً سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی نصیحت کا خیال آیا تو اپنا ارادہ ترک کر دیا اور چپکے سے واپس لوٹ گئے اور طلوع فجر سے پہلے وہاں پہنچ گئے۔ جہاں سے اس مہم کا آغاز کیا تھا انہوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو تمام سفری کہانی سنائی اور اس پر خطر راستے کی صورت حال سے آگاہ کیا۔

اس صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام سے ایسے تین سو مجاہدین کا انتخاب کیا جو سب سے بڑھ کر شیر دل، طاقت ور، سخت جان اور تیراکی کے ماہر تھے۔ بنو بکر کے اس بہادر مجاہد کو ان کا امیر مقرر کر دیا جو اس مہم کا جائزہ لے کر آیا تھا۔ اور اس مہم پر روانہ کرتے وقت ان مجاہدین کو یہ خصوصی ہدایت دی گئی کہ اگر شہر کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو جاؤ تو نعرہ تکبیر بلند کر دینا اس بہادر فدائی نے اپنے تمام ساتھیوں کو یہ حکم دیا کہ جس قدر ممکن ہو ہلکا لباس پہن لیں۔ ہمیں زیادہ تر پر خطر راستہ تیر کر عبور کرنا ہوگا کہیں پانی سے لباس بوجھل نہ ہو جائے اور ساتھ ہی یہ تلقین بھی کی کہ تلوار کے علاوہ کوئی بھی چیز ساتھ نہ لیں اور تلوار قمیض کے اندرونی جانب اپنے بدن سے باندھ لیں۔ مجاہدین کو رات کی تاریکی میں اپنے ہمراہ لیا اور اس مہم کو سر کرنے کے لیے چل پڑے۔

یہ بہادر اور بے باک سپاہی اپنے ساتھیوں کو لے کر غار میں داخل ہوا تو پانی خوفناک انداز میں بہہ رہا تھا۔ یہ سب پر اسرار بندے اپنے اللہ کا نام لے کر اس میں کود گئے اس دشوار گزار راستے کو عبور کرنے کے لیے پوری جرأت مندی کے ساتھ آگے بڑھنا شروع کیا ہر ایک مجاہد اپنے گرد و نواح سے بے نیاز ہو کر اپنی منزل تک پہنچنے کے لیے کوشاں تھا۔ جب چند ساتھی اپنے بہادر امیر کی قیادت میں سرنگ کے آخری سرے تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ پانی کی بے رحم موجوں نے ان کے دو صد بیس افراد کو اپنا لقمہ بنا لیا اور صرف اسی (۸۰) افراد اسے عبور کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

اس بہادر کمانڈر اور ان کے ہمراہ اناسی مجاہدین نے قلعہ کے اندر قدم رکھتے ہی اپنی تلواریں فضاء میں لہرائیں اور یکدم قلعہ کے محافظوں پر حملہ کر دیا اور آن واحد میں انہیں تہہ تیغ کر دیا اور قلعہ کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ دروازہ کھلتے ہی نعرہ تکبیر بلند کیا جب یہ آواز قلعے کے باہر لشکر اسلام نے سنی تو تمام مجاہدین نے جذبہ اسلام سے سرشار ہو کر پر زور انداز میں نعرہ تکبیر بلند کیا اور طلوع فجر کے وقت شہر پر ہلہ بول دیا۔ گھمسان کی جنگ چھڑ گئی۔ جنگی تاریخ میں کم ہی اس جیسے ہولناک منظر دیکھے گئے ہوں گے جس میں لاشوں کے انبار لگ گئے۔

شہر کے گلی کوچوں اور قلعہ کے اندرونی میدان میں لڑائی پورے زوروں پر تھی کہ مجاہدین کے امیر کمانڈر نے ایرانی فوج کے سپہ سالار ہرمزان کو میدان میں برسرپیکار دیکھا تو اس کی طرف بڑھے۔ لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے وہ آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد جب وہ دوبارہ سامنے آیا تو آپ نے اس پر حملہ کر دیا۔ لیکن آپ کی تلوار کا وار خطا گیا۔ ہرمزان نے وار کیا جو عین نشانے پر لگا جس سے لشکر اسلام کا یہ عظیم کمانڈر اور فدائی میدان جنگ میں شہید ہو کر گر پڑا لیکن آنکھوں میں چمک اور چہرے پر سرور کے آثار نمایاں تھے۔ بلاشبہ یہ کیفیت اس عظیم کارنامہ کی وجہ سے تھی جسے اللہ تعالیٰ نے سرانجام دینے کی انہیں سعادت نصیب فرمائی تھی۔

جنگ بدستور جاری رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے نوازا اور دشمن افواج کا سپہ سالار ہرمزان ان کے ہاتھوں گرفتار ہوگیا۔

قلعے کی اس عظیم فتح کے بعد مجاہدین کا قافلہ ہرمزان کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا تا کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو قلعے کی فتح خوشخبری سنائیں۔ جب ہرمزان کو امیر المومنین کے سامنے پیش کیا گیا تو اس وقت اس نے شاہی لباس پہن رکھا تھا، اس کے ساتھ ساتھ تستر شہر کے اس مضبوط قلعے کی فتح کی بشارت دینے والے مجاہدین ایک یہ بھی خبر لائے تھے کہ ان کا ایک بہادر، سخت جان اور صبر و تحمل کا پیکر کمانڈر اور تستر شہر کے قلعے کی فتح کی خطرناک مہم کو سر کرنے والا اسلام کا فدائی میدان جنگ میں شہادت کا جام نوش کر چکا ہے۔

پیارے ننھے مجاہدو! آپ سوچ رہے ہوں گے کہ آخر اسلام کا یہ بہادر فدائی اور بے باک سپاہی کون ہے؟ جس نے تستر شہر کے قلعے کی فتح کی خطرناک مہم کو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر سر کیا اور میدان جنگ کو اپنے لہو سے سیراب کیا اور لشکر اسلام کا سر فخر سے اونچا کر دیا تو پھر میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ یہ کون تھا؟ یہ امام المجاہدین پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیارا صحابی مجزاۃ بن ثور السدوسی رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے اکیلے ایک معرکے میں ایک سو کفار کو تہہ تیغ کیا اور آخر کار قلعے کی فتح کا مشن کامیاب ہوا۔ (بحوالہ حیات صحابہ کے درخشاں پہلو)

نجاشی کا انصاف

شاہ حبشہ ''نجاشی'' کے دربار میں ایک وفد نے حاضری دی جو اپنے ساتھ بہت سے تحفے تحائف بھی لایا تھا۔ نجاشی کے درباریوں اور پادریوں کے لئے بھی ہدیئے اور نذرانے ساتھ تھے۔ دراصل یہ وفد ایک خاص مقصد کیلئے حبشہ آیا تھا۔ حبشہ کا بادشاہ اور امراء و زراء اگرچہ نصرانی مذہب سے تھے لیکن اپنی رحم دلی اور منصفانہ مزاج کی بناء پر انہوں نے مکہ مکرمہ سے حبشہ ہجرت کر کے آنے والوں مسلمانوں کو پناہ دی تھی اور یہی بات کفار مکہ کو ناگوار گزری تھی لہٰذا انہوں نے باہمی مشاورت سے شاہ نجاشی کی خدمت میں اپنا ایک وفد روانہ کیا تھا۔

بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس وفد نے پہلے نجاشی کو سجدہ کیا اور پھر تحائف پیش کر کے اپنی درخواست پیش کی۔ جو درباری اور حکام رشوت خور اور حریص (لالچی) تھے انہوں نے اس وفد کی حمایت کی۔ انہوں نے کہا ''اے بادشاہ! ہماری قوم کے چند بے وقوف اور نادان نوجوانوں نے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے۔ جس کے متعلق نہ ہم جانتے ہیں اور نہ آپ...... اب وہ لوگ آپ کے ملک میں ہجرت کر آئے ہیں۔ ہمارے سرداروں اور رشتے داروں نے ہمیں انہیں واپس لانے کیلئے بھیجا ہے۔ لہٰذا آپ انہیں ہمارے سپرد کر دیں۔'' وفد کے سردار نے اپنی آمد کا مقصد بیان کرتے ہوئے کہا۔ نجاشی نے جواب دیا۔''

''اگرچہ تم جو کہہ رہے ہو وہ بات میرے علم میں نہیں لیکن جن لوگوں نے میرے ملک میں پناہ لی ہے میں بغیر تحقیق کے ان کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔ میں انہیں یہاں بلا کر تحقیق کر دوں گا اگر تمہاری بات درست ہوئی تو میں انہیں تمہارے حوالے کر دوں گا'' چنانچہ مسلمانوں کو دربار میں حاضری کیلئے پیغام بھیجا گیا۔ مسلمان اس پیغام کو سن کر بڑا پریشان ہوئے لیکن اللہ پر توکل کر کے نکل پڑے۔ دربار میں پہنچ سب کو سلام کیا۔

''کیا تمہیں آداب دربار نہیں آتے۔ تم نے بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا'' ایک درباری نے اعتراض کیا۔

''ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں ایک اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں دی۔ انہوں نے کہا۔ بادشاہ نجاشی نے ان سے تحقیق کی تو جعفر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور فرمایا:

''ہم لوگ پہلے جہالت کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ نہ اللہ کو جانتے تھے اور نہ ان کے رسولوں کو...... پتھروں اور مٹی کے بنائے بتوں کو پوجتے تھے اور مردار کھاتے تھے۔ ہر برا کام کرتے تھے۔ رشتے

سدرہ سحر عمران سٹیل ٹاؤن کراچی

داروں سے تعلق توڑ دیتے تھے۔ ہم میں جو قوی تھا وہی حکمران تھا اور طاقتور جسے چاہتا کچل دیتا ہم اس حال میں تھے کہ اللہ نے اپنی رحمت سے ہماری طرف اپنا ایک رسول بھیجا۔ جس کے حسب، نسب، صداقت و امامت...... اور پرہیز گاری کو ہم خوب جانتے ہیں۔ اس نبی ﷺ نے ہمیں ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیا اور پتھروں اور بتوں کو پوجنے سے منع فرمایا۔ اس نے ہمیں نیک کام کرنے اور برے افعال سے بچنے کی تلقین کی...... اس نے ہمیں سچ بولنے، نماز، روزہ، صدقہ خرات کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ہمیں صلہ رحمی، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک، امانتداری اور اچھے اخلاق کی تعلیم دی۔ غیبت، تہمت، چغلی اور جھوٹ بولنے سے منع فرمایا۔ ہم کو قرآن کی سچی تعلیم دی جس پر ہم ایمان لے آئے اور اس کے ہر فرمان کی تعمیل کی...... ہماری ان اچھی باتوں کی وجہ سے ہماری قوم ہماری دشمن بن گئی اور اس نے ہمیں ستانے کا ہر حربہ آزمایا۔ ہم لوگ ہجرت پر مجبور ہو گئے ہمارے نبی پاک ﷺ نے ہمیں تمہارے ملک ہجرت کرنے کا حکم دیا۔''

''اچھا...... جو تعلیم اور قرآن تمہارا نبی ﷺ لے کر آیا ہے مجھے اس میں سے کچھ سناؤ'' نجاشی نے کہا۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سورۃ مریم کی پہلی آیات پڑھیں جن کو سن کر بادشاہ بھی رو پڑا اور اس کے پادری اور درباری جو وہاں کثرت سے موجود تھے سب کے سب اتنا روئے کہ ان کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ اس کے بعد بادشاہ نے کہا:

''اللہ کی قسم! یہ کلام اور جو کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے ایک ہی نور سے نکلے ہیں'' اور اس وفد کو صاف کہہ دیا کہ میں ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔

کفار مکہ بڑے پریشان اور مضطرب ہوئے کیونکہ خالی ہاتھ واپس لوٹنے میں ان کی ذلت تھی۔ انہوں نے آپس میں صلاح مشورہ کر کے دوبارہ شاہ نجاشی کو قائل کرنے کا ارادہ کیا۔ دوسرے دن وہ پھر بادشاہ کے پاس گئے اور جا کر کہا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں ان کو اللہ کا بیٹا (نعوذ باللہ) نہیں مانتے بادشاہ نے مسلمانوں کو بلایا اور پوچھا۔

''تم لوگ حضرت عیسیٰ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا۔

''وہی کہتے ہیں جو ہمارے نبی پاک ﷺ نے ہمیں بتایا۔ وہ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں'' نجاشی بولا۔

''تم سچ کہتے ہو...... حضرت عیسیٰ کا دین یہی ہے پھر انہوں نے وفد کو ان کے تحفے تحائف واپس کر دیئے اور مسلمانوں سے کہا ''تم لوگ میری امان میں ہو۔ جو تمہیں تنگ کرے یا ستائے گا اسے تاوان بھرنا پڑے گا۔'' بادشاہ نجاشی کی اس منصفانہ روش کی بدولت کفار مکہ وہاں سے ذلیل ہو کر واپس لوٹ آئے اور مسلمانوں کو سکھ کا سانس لینا نصیب ہوا۔ بادشاہ نجاشی نے علیحدہ مذہب کا پیروکار ہونے کے باوجود مسلمانوں کے معاملے میں انصاف پسندی سے کام لیا...... اور موجودہ دور کے خدائی فوجدار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام لیوا ہونے کے باوجود مسلمانوں کے ساتھ جو ظالمانہ رویہ رکھے ہوئے انہیں اپنی تاریخ سے سبق لینا چاہیے۔

صبر قرآن کی روشنی میں



① صبر کرو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔ (الانفال:۴۶)
② اور جو تکلیف تجھے پہنچی ہے اس پر صبر کر بے شک یوں صبر کرنا ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ (لقمان:۱۷)
③ اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔ (آل عمران:۱۴۵)
④ جنھوں نے صبر کیا اور نیک کام کیے، انھیں کے لیے مغفرت اور بڑا ثواب۔
⑤ اور جن لوگوں نے صبر کیا، ہم ان کو ان کے اچھے عملوں کے بدلے ضرور اجر دیں گے۔ (نمل:۹۶)
⑥ صبر کرنے والوں کو بے حساب ثواب دیا جائے گا۔ (الزمر:۱۰)
⑦ ''اور ہم ضرور تمھارا امتحان لیں گے، کسی قدر خوف، بھوک، مالوں، جانوں، پھلوں کی کمی کے ساتھ اور صبر کرنے والوں کو بشارت دے۔ ان کو جب انھیں مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، یہی ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے برکتیں اور رحمت ہے اور یہی ہدایت پر ہیں۔'' (البقرۃ:۱۵۵،۱۵۶،۱۵۷)

محمد عظیم محمد...... کنگن پور



اگر آج بزدلی دکھائی تو......؟

معرکہ یرموک میں اسلامی فوج کا ایک حصہ رومیوں کے شدید حملوں کی تاب نہ لا کر کچھ پیچھے ہٹ گیا مسلمان خواتین، جو زخمیوں کی تیمار داری کے لیے ایک طرف خیموں میں تھیں، باہر نکل آئیں اور اسلامی لشکر کی صفوں کے پیچھے کھڑی رہیں چلا چلا کر کہنا شروع ہو گئیں:

''اگر میدان سے قدم پیچھے ہٹایا تو پھر ہمارا منہ نہ دیکھنا۔''

ان خواتین کے ہاتھوں میں پتھر تھے۔ تاکہ اگر کوئی بھاگنے کی کوشش کرے تو اس کے منہ پر پتھر ماریں اور وہ دوبارہ لشکر میں شامل ہو کر لڑنے پر مجبور ہو جائے۔ ان کی آوازوں سے مسلمانوں میں اور جوش پیدا ہوا اور پھر انھوں نے اس زور کا حملہ کیا کہ دشمن کو بالآخر میدان چھوڑنا پڑا۔

[ناقابل فراموش تاریخ کے سچے واقعات]

حفصہ افضال، گجرات

ماں

- ماں! وہ حسین لمحہ ہے جس کے گزر جانے سے دکھ ہوتا ہے۔
- ماں! کی دعا کامیابی کا راز ہے۔
- وہ ہستی ہے جو بغیر لالچ کے اولاد کی پرورش کرتی ہے۔
- ماں! کی نافرمانی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

مدیحہ داؤد...... بادامی باغ لاہور

کیسا پاتے ہو؟

احد کی لڑائی ختم ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے سیدنا زید بن ثابت ؓ کو حکم فرمایا: ''سعد بن ربیع انصاری کو ڈھونڈو کہ کہاں ہیں اور اگر وہ مل جائے تو انھیں میرا سلام کہنا اور کہنا اللہ کے رسول پوچھتے ہیں کہ اس وقت تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟'' سیدنا زید ؓ فرماتے ہیں کہ میں سعد ؓ کو تلاش کرتا ان کے پاس پہنچا، وہ خون میں لت پت تھے، جان نکلنے کو تھی، جسم پر تیر اور تلوار کے کئی زخم تھے۔ میں نے رسول اکرم ﷺ کا پیغام انھیں پہنچایا۔

سعد بن ربیع ؓ نے جواب فرمایا:

''رسول اکرم ﷺ پر سلامتی ہو اور تم پر بھی، رسول اللہ ﷺ کو میرا پیغام دینا کہ اے اللہ کے رسول میں اس وقت جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اور میری قوم انصار سے یہ کہہ دیجیے گا کہ اگر اللہ کے رسول کو کوئی تکلیف پہنچے گی اور تم میں سے کوئی ایک آنکھ بھی دیکھنے والی موجود ہو یعنی تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہو تو سمجھ لینا اللہ کے یہاں تمھارا کوئی عذر بھی قبول نہیں ہوگا۔''

ان الفاظ کے بعد ہی ان کی روح پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں، سعد ؓ نے فرمایا:

''اللہ کے رسول ﷺ کو میرا اسلام دینا اور کہنا اللہ تعالیٰ ہماری اور تمام امت کی طرف سے جزائے خیر دے آپ نے ہمیں حق کا راستہ دکھلایا۔''

جب آپ ﷺ کو سعد ؓ کا پیغام پہنچا تو آپ نے فرمایا:

''اللہ اس پر رحم کرے اور وہ اللہ اور رسول کے خیر خواہ تھے زندگی میں بھی اور مرنے پر بھی۔''

مستدرک حاکم

محمد ریاض وہاڑی

سنہرے اقوال

① عذاب کی تلخی گناہ کی شیرینی کو بھلا دیتی ہے۔
② خواہشات رفتہ رفتہ ضروریات کا درجہ اختیار کر لیتی ہیں۔
③ جاہل کے خیال اور عمل میں بہت کم وقفہ ہوتا ہے۔
④ بدعادات کا بنانا آسان، نبھانا مشکل اور چھوڑنا ناممکن ہے۔
⑤ بری عادات میں اگر زوال نہ ہو سکے تو اعتدال ہی غنیمت ہے۔
⑥ دنیا میں ذلت کی ہزاروں صورتیں ہیں لیکن ان میں ذلت قرض سب سے سخت تر ہے۔
⑦ انسان کا سب سے بڑا دشمن فعل بد ہے اور سب سے بڑا خیر خواہ نیک عمل ہے۔

فاطمہ ایوب، مدینہ منورہ سعودی عرب

پہیلیاں

1۔دیکھا ہم نے ایک پرندا
کچھ پیلا، کچھ سبز، کچھ لال
پیٹ میں اس کے ایک ہی ہڈی
کھال کے نیچے اس کے بال
خون ہے اس کا میٹھا میٹھا
کڑوی کڑوی اس کی کھال

....

2۔ایک ایسی دیکھی نار
تیس بیٹیاں بیٹے چار

3۔سایہ سامنے آئے کر دے دو
مارا جائے نہ زخمی ہو

جوابات صفحہ 3 پر

شکر قندی

یہ ایک غذائیت سے بھرپور جڑ ہے، اس کا مزاج گرم تر ہے، اس میں وٹامن اے، بی، سی، ای نشاستہ، گلوکوز، کیلشیم، فاسفورس اور روغنی اجزا وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ شکر قندی کا استعمال دبلے پتلے لوگوں کو موٹا تازہ بنا دیتا ہے، محنت کرنے والوں اور جفاکش لوگوں کے لیے یہ سستی سبزی دودھ اور گھی کا نعم البدل ہے۔ سرد موسم میں یہ جس میں حرارت پیدا کرتی ہے۔ نزلہ زکام روکتی اور پٹھوں کو مضبوط بناتی ہے۔ یہ بہت طاقت والی غذا ہے۔ یہ دماغ کو بہت قوت پہنچاتی ہے۔

میمونہ عبدالرؤف ڈار، لالہ موسیٰ

جب بھی کھانا کھاؤ

دھولو ہاتھ اور کلی کر لو
دستر خوان بچھاؤ
پہلے تم بسم اللہ پڑھ لو
پھر دائیں ہاتھ سے کھاؤ
پانی پیو تو ٹھہر ٹھہر کر
کھانا خوب چباؤ
بھوک رہے تھوڑی سی باقی
پیٹ نہ بھر کر کھاؤ
چپڑ چپڑ آواز نہ نکلے
اس پر قابو پاؤ
صحت کا بس راز یہی ہے
سادہ کھانا کھاؤ

ثوبیہ فاروق...... شیخوپورہ

نیا پھل دیکھنے کی دعا

سیدنا ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لاتے۔ جب آپ ﷺ اسے پکڑتے تو کہتے:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا))

''اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے پھل میں برکت ڈال اور ہمارے شہر میں برکت نازل فرما اور ہمارے صاع میں برکت نازل فرما اور ہمارے مد میں برکت نازل فرما۔''

پھر سب سے چھوٹے بچے کو بلا کر وہ پھل اسے دیتے۔ (مسلم) نوٹ! صاع اور مد وزن کے پیمانے ہیں۔

بنت محمد مشتاق، شیخوپورہ

جھوٹوں کا سردار

ہجرت کے دسویں سال ایک دن نبی اکرم ﷺ صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ کچھ آدمیوں کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام ''مسلمہ بن کذاب'' تھا رسول ﷺ سے مخاطب ہوا ''اے اللہ کے نبی میں اسلام قبول کرنے آیا ہوں اس شرط پر کہ آپ مجھے نبوت میں شریک بنالیں۔''

اس وقت نبی ﷺ کے پاس کھجور کی ایک چھڑی پڑی تھی آپ غصے کی حالت میں اس کی طرف اشارہ کیا اور کہا: کہ اگر تم مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگوں تو میں تمہیں نہ دوں گا!

مسلمہ رنج و غصے کی حالت میں واپس لوٹ گیا۔ یہ وفد یمامہ کی طرف سے آیا تھا اور اس کا تعلق ''بنو حنیفہ'' سے تھا۔ بنو حنیفہ کے لوگ مسلمہ کے گرد جمع ہو گئے اور اس سے پوچھنے لگے کہ نبی ﷺ نے کیا فرمایا'' مسلمہ سب لوگوں کے درمیان کھڑا یہ اعلان کرنے لگا'' لوگو! تم سب یہ سن کر خوش ہو جاؤ کہ نبی ﷺ نے مجھے اپنی نبوت کا شریک بنالیا ہے اور آپ ﷺ کے بعد میں آپ کا جانشین ہونگا'' یہ اس کا سفید جھوٹ تھا اس کا یہ کہنا تھا کہ لوگ اس کی طرف مائل ہوتے چلے گئے اور مسلمہ کو اپنا نبی مان لیا یوں دن گذرنے کے ساتھ ساتھ اس کے ماننے والوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ایک دن اس نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور کہا'' مجھے وحی بھی ہونے لگی ہے اور الہام بھی ہوا ہے'' اس کے بعد لوگوں نے اسے دل وجان سے تسلیم کر لیا۔

یہ خبریں مدینہ میں نبی اکرم ﷺ تک بھی پہنچ گئیں چنانچہ آپ ﷺ اس فتنے کو ختم کرنے کے لیے نہار الرجال کو یمامہ بھیجا تا کہ وہ جا کر لوگوں کو گمراہی سے نکالیں اور مسلمہ کو سمجھائے کہ وہ جھوٹی نبوت سے باز آجائے۔ مسلمہ کو اس کی آمد کی خبر ہوئی۔ اس کے قبیلے کے لوگ شدت سے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ نہار الرجال کو محمد ﷺ نے بھیجا ہے اور وہ جو بھی احکام لائیں گے وہ درست ہوں گے۔ جب نہار الرجال یمامہ آئے تو سب سے پہلے مسلمہ نے ان سے بات چیت کی اور یہ بات چیت ایک خیمہ میں ہوئی جو مسلمہ نے خود نصب کروایا تھا خیمے سے باہر آکر نہار الرجال نے لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر کہا: ''بے شک مجھے نبی ﷺ نے بھیجا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ مسلمہ نبی ﷺ کی نبوت میں شریک ہیں اور یہ تمہارے اور میرے نبی ہیں۔'' اس کے بعد لوگ واقعی مسلمہ پر ایمان لے آئے اور اس نے ایک عظیم لشکر تیار کر لیا۔ وہ جھوٹے طریقوں سے اپنی نبوت کو سچ کرتا اور جھوٹے سے لوگوں کو دھوکہ دیتا۔

مثلاً وہ تنگ منہ والی بوتل میں انڈا ڈال کر کہتا کہ یہ ابھی اس کے اندر ہی دیا گیا ہے۔ حالانکہ انڈے کو سرکہ اور نوشادر کے محلول میں ڈال کر ۲۴ گھنٹے کیلئے رکھ دیا جائے تو وہ نرم ہو جاتا ہے اور پھر اس پر دوبارہ ٹھنڈا پانی ڈالا جائے تو وہ سخت ہو جاتا ہے۔ پھر وہ ہوا میں لڑکی کو معلق کر دیتا۔ اس قسم کی شعبدہ بازی سے وہ اپنے نبی ہونے کے تصور کو مضبوط ترین بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر ایک روز اس نے نبی اکرم ﷺ کو خط لکھا جس میں یہ الفاظ درج تھے

''مسلمہ رسول کے طرف سے ...... محمد کے نام! معلوم ہوا کہ میں نبوت میں آپ ﷺ کا شریک ٹھہرا ہوں عرب کی سرزمین آدھی آپ ﷺ کی اور آدھی میری ہے لیکن قریش کی سرزمین زیادتی کر رہی ہے۔''

یہ خط نبی ﷺ نے پڑھا اور صحابہ سے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ تو صحابہ اکرام ؓ نے کہا کہ ہمارا وہی خیال ہے جو آپ ﷺ کا ہے تو آپ ﷺ نے ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا ''محمد الرسول اللہ ﷺ کی طرف سے مسلمہ کذاب کے نام! اسلام اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ زمین اللہ کی ہے اور اس میں سے وہ اپنے پیارے بندوں میں سے کسی ایک کو چن کر نبوت عطا کرتا ہے

محمد باسط شریف ، ملک پارک لاہور

آخرت کی کامیابی پرہیز گاری پر ہے۔''

مسلمہ نے خط کا جواب پڑھا تو جل بھن گیا۔ لیکن سنبھل گیا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد اس نے لوگوں کو مخاطب کیا اور کہا کہ مجھے وحی نازل ہوئی ہے کہ ''شراب حلال ہے'' بغیر گواہ کے نکاح جائز ہے۔ ماہ رمضان کے روزے معاف ہیں رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ فجر اور عشاء کی نماز معاف ہے۔ اور نماز کے لیے قبلہ کی طرف منہ کرنے کی ضرورت نہیں جس طرف چاہے رخ کر کے پڑھ لے۔ فرض نماز پڑھ لیا کرو تا ہم سنتیں پڑھنی ضروری نہیں۔'' مسلمہ اپنی ہی ان بدحواسیوں میں گم تھا کہ نبی ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

آپ ﷺ کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق ؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ ؓ نے فوری طور پر مسلمہ کے فتنے کو ختم کرنے کے لیے تیرہ ہزار کی نفری پر مشتمل لشکر تیار کیا اور اس لشکر کے سردار خالد بن ولید کو مقرر کیا۔ خالد بن ولید کو اللہ کے رسول ﷺ نے سیف اللہ کے خطاب سے نوازا تھا۔ اس لشکر میں وحشی بن حرب ؓ بھی شامل تھے۔ جنہوں نے جنگ احد کی لڑائی میں سیدنا حمزہ ؓ کو شہید کیا تھا۔ اور پھر بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ ؓ بعد میں رو رو کر اللہ سے دعا کرتے کہ مجھ سے عظیم سپہ سالار کا قتل ہو گیا ہے اب بحیثیت مسلمان مجھ سے کوئی نہایت ہی برا آدمی قتل کروا دے جو اسلام کے لیے خطرناک ہو۔ چنانچہ آپ ؓ کی دعا قبول ہو گئی۔

غزوہ بدر کے بعد یمامہ کی لڑائی سب سے بڑی لڑائی تھی۔ وہ بھرپور تیاری کے ساتھ میدان میں آیا تھا۔ خالد بن ولید ؓ کے لشکر کی تعداد تیرہ ہزار تھی اور مسلمہ کے لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ اب دونوں لشکر آمنے سامنے تھے۔ خالد بن ولید ؓ نے دائیں طرف کی کمان زید بن خطاب کے سپرد کی اور بائیں طرف ابو حذیفہ ؓ تھے اور قلب میں خود رہے۔

نہار الرجال اپنی صف سے نکلا اور غرور و تکبر سے پکارنے لگا'' اے مسلمانوں! ہے کوئی جس میں مجھ سے لڑنے کی صلاحیت ہو'' زید بن خطاب فوراً سامنے آگئے۔ دونوں میں لڑائی ہوئی آخر زید ؓ نے بھرپور وار کیا اور تلوار اس کے پیٹ میں گھونپ دی۔ مجاہدین اسلام نے اللہ اکبر اللہ اکبر کے نعرے بلند کیے زید بن خطاب پھر اپنی صف میں آگئے۔

مسلمہ کا لشکر اتنی زور شور سے لڑا کہ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ مسلمانوں کے خیمے تک پہنچ گئے اور انہوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ زید بن خطاب ؓ نے جب مسلمانوں کی یہ حالت دیکھی تو مجاہدین اسلام سے کہنے لگے مجاہدین اسلام ہم نے نبی ﷺ کی زندگی میں تو ایسی جنگ نہ لڑی تھی'' اس پکار پر مجاہدین نے پھر جم کر حملہ کیا۔ دشمن تعداد میں تین گنا تھا دونوں طرف لڑائی جاری تھی خالد بن ولید نے لڑائی کا جائزہ لیا اور سوچا جب تک مسلمہ قتل نہیں ہوجاتا لڑائی ختم نہیں ہونے والی۔

چنانچہ آپ ؓ نے اپنے ساتھ سوار دستہ لیا اور مسلمہ کے حفاظتی دستے پر حملہ کر دیا بہت سے مرتدین واصل جہنم ہوئے۔ مسلمہ اس حملے سے گھبرا گیا اور بھاگ گیا اور بھاگتے ہوئے وہ کہہ رہا تھا کہ اپنے حسب ونسب کے لیے لڑو! اور اپنی عورتوں کو بچایا۔ جب مسلمہ کی فوج نے اس کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو خود بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگے۔ ان میں بھگدڑ مچ گئی اور ان میں سے ایک آدمی پکار رہا تھا۔ ''بنو حنیفہ باغ...... باغ'' یمامہ میں ایک باغ تھا جو سرسبز وشاداب تھا اس کا دروازہ قلعہ نما تھا۔ مسلمہ اور اس کی بھاگی ہوئی فوج اس قلعے میں داخل ہو گئی اور قلعے کا اندر سے دروازہ بند کر دیا۔ اب خالد بن ولید کی فوج باہر کھڑی تھی اور مرتدین اندر بند تھے۔ تمام صحابہ کرام سوچ رہے تھے کہ اندر کیسے جایا جائے؟ ابو حذیفہ ؓ اور براء بن مالک ؓ نے کہا کہ ہمیں اچھال کر قلعے کے اندر پھینک دو ہم کسی بھی طرح قلعے کا دروازہ کھول دیں گے۔ تمام ؓ اکرام ان کی اس سوچ پر حیران تھے۔ آخرت خالد بن ولید ؓ کے حکم سے ان دونو کو اچھال کر اندر پھینک دیا گیا۔ ابو دجانہ ؓ دشمن کے وار کو روکتے رہے اور براء بن مالک ؓ تیزی سے دروازے کی طرف لپکے براء بن مالک ؓ جلد ہی دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ مسلمان سیلاب کی طرح اندر داخل ہو گئے اور مرتدین کو کاٹتے چلے گئے۔ خالد بن ولید ؓ اپنے سوار دستوں کے ساتھ مسلمہ کو ڈھونڈنے لگے۔ اچانک وحشی ؓ کی نظر مسلمہ پر پڑی جو گھوڑے پر سوار تھا۔ انہوں نے فوراً نیزہ تان لیا اور پوری قوت سے مسلمہ کی طرف پھینکا نیزہ مسلمہ کے جسم سے آر پار ہو گیا اور یوں وحشی بن حرب ؓ نے اس ختم نبوت کے بڑے دشمن اور جھوٹوں کے سردار کو جہنم واصل کر دیا اور وحشی بن حرب ؓ کی دعا قبول ہوئی۔ اس طرح یہ بڑا فتنہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔ (''تاریخ خالد بن ولید'' شمشیر بے نیام ''......عنایت اللہ)

واہ کیابات ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حاصل کرنے علم کے لیے بہت محنت کی۔ رسول اللہ ﷺ کے چشمہ علم سے جی بھر کر سیراب ہوئے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد حصول علم کے لیے علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف رجوع کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب مجھے یہ اطلاع ملتی کہ فلاں صحابی کے پاس نبی اکرم ﷺ کی کوئی حدیث ہے۔ تو میں بلا تاخیر اس کے گھر پہنچتا۔ دہلیز پر چادر بچھا کر بیٹھ جاتا۔ ہوا سے مٹی اڑ اڑ کر مجھ پر پڑتی رہتی لیکن میں صاحب علم کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کے آرام میں خلل ڈالنا مناسب نہ سمجھتا۔ جب وہ از خود اپنے گھر سے باہر آتے اور مجھے اپنی دہلیز پر بیٹھا ہوا دیکھتے تو بے ساختہ پکار اٹھتے عبداللہ! آج یہاں کیسے؟ آپ نے مجھے پیغام بھیج دیا ہوتا۔ میں خود آپ کے پاس آجاتا۔

میں جواب میں کہتا: ”میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ پیاسا چشمے کے پاس آتا ہے نہ کہ چشمہ پیاسے کے پاس۔

(حیات صحابہ کے درخشاں پہلو، ترجمہ محمود احمد غضنفر)

امۃ الرحمن رانا، ملتان

وقت

نہیں چیز کوئی وقت سے بڑھ کر
وقت گزار و سبق کو پڑھ کر
وقت کی قدر آج کرو تم
وقت کا دامن آج بھر و تم
وقت ہے بچو مانند برف کے
گزرے خودی اور ساتھ ظرف کے
استاد کی عظمت ہے بے مثالی
استاد کی عزت میں لازوال
دل لگا کر پڑھو اسلامی قاعدہ
لمحہ نہ گزرے کوئی بھی بے فائدہ
شیطان کی راہیں کبھی نہ پکڑنا
آپس میں بچو کبھی نہ جھگڑنا
”ننھے مجاہد“ تو یاد دلوا رہا ہے
وقت تو گزرتا ہی جا رہا ہے

محمد وقاص...... چوی زین

دولت کی اہمیت

✿ دولت سے نرم گدے تو خریدے جاسکتے ہیں۔مگر نیند نہیں۔
✿ دولت سے کتابیں تو خریدی جاسکتی ہیں مگر علم نہیں۔
✿ دولت سے خوشامد (بے جا تعریف کرنا) تو خریدی جاسکتی ہے مگر محبت نہیں۔
✿ دولت سے زیورات تو خریدے جاسکتے ہیں مگر حسن نہیں۔
✿ دولت سے سخاوت تو خریدی جاسکتی ہے مگر عبادت نہیں۔
✿ دولت سے جسمانی دوا تو خریدی جاسکتی ہے مگر روحانی مسرت نہیں۔

اخت ابوالہاشم...... وہاڑی

ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟

⌘ ہم نے اللہ کو پہچانا مگر اس کی معرفت کا حق ادا نہ کیا۔
⌘ ہم نے قرآن کو پڑھا مگر اس پر عمل نہیں کیا۔
⌘ ہم نے محبت رسول ﷺ کا دعویٰ کیا لیکن سنت رسول ﷺ پر عمل نہ کیا۔
⌘ ہم نے جنت کو چاہا مگر اس میں داخلے کا انتظام نہ کیا۔
⌘ ہم نے دوزخ سے پناہ مانگی مگر خود ہی اپنے نفسوں کو اس میں ڈال دیا۔
⌘ ہم نے موت کو برحق جانا مگر اس کی تیاری نہ کی۔
⌘ ہم نے دوسروں کی عیب جوئی تو کی مگر اپنے عیب نہ دیکھے۔
⌘ ہم نے مردوں کو دفن کیا مگر عبرت حاصل نہ کی۔
⌘ ہم نے عداوت شیطان کا دعویٰ کیا مگر اس کی مخالفت نہ کی۔

اخت ابوالہاشم...... وہاڑی

بیٹے کو نصیحت

اے میرے پیارے بیٹے!

”تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے روکتے رہنا اور جو مصیبت تم پر آجائے تو اس پر صبر کرنا یقیناً یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔“ (لقمان: ۱۷)



مسجد نبوی میں پانچ لاکھ 35 ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے، مسجد کی کار پارکنگ میں 4 ہزار 4 سو 44 گاڑیاں کھڑی کرنے کی گنجائش ہے۔ چھت کے لیے عام سیڑھیوں کی تعداد 18 ہے اور الیکٹرک سیڑھیوں کی تعداد 6 ہے۔ ہر یونٹ چار سیڑھیوں پر مشتمل ہے، چھت کے ستون 550 ہیں۔ میناروں کی کل تعداد دس ہے۔ دروازوں کی کل تعداد 85 ہے ہر دروازہ کی چوڑائی تین میٹر ہے اور بلندی چھ میٹر ہے۔ متحرک گنبدوں کی تعداد 27 ہے۔ نگران کیمروں کی تعداد 543 ہے۔ ایمپلی فائر 206 ہیں، جن میں سے ہر ایک کی طاقت 600 واٹ ہے۔ بیرونی پلازہ کو ملا کر کل رقبہ 300500 مربع میٹر ہو جاتا ہے، جہاں چھ لاکھ پچاس ہزار نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں، گراؤنڈ فلور پر 2175 ستون ہیں، مسجد میں 3500 سپیکرز ہیں، 68 سنہری چادر والے فانوس ہیں اور 110 فانوس ان کے علاوہ ہیں۔

محمد عظیم محمد...... منڈی کنگن پور

دنیا کی زندگی

❀ دنیا ناپائیدار اور غیر یقینی ہے لہٰذا دنیا کی زندگی کے ساز و سامان کو دھوکا اور فریب سمجھو۔ (آل عمران: ۱۸۵)
❀ دنیا میں اس طرح رہو جس طرح مسافر یا راہ گیر یعنی زیادہ ساز و سامان جمع نہ کرو۔ (صحیح بخاری)
❀ دنیا کو آخرت پہ ترجیح نہ دو بلکہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دو۔ (الاعلیٰ: ۱۶، ۱۷)
❀ دنیا سے محبت نہ کرو، دنیا کی محبت ذلت کا سبب ہے۔ (رواہ ابوداؤد)
❀ آخرت کے مقابلے میں دنیا کو بہت حقیر سمجھو۔ (الرعد: ۲۶)
❀ دنیا کے مال و متاع کی حرص نہ کرو۔ (اس کی) حرص دین کی تباہی کا سبب ہے۔ (رواہ الترمذی)

اخت قاسم، بادامی باغ لاہور

نیکی خوشبو ہے

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب ایک پھول کھلتا ہے تو اس کی خوشبو ہر طرف پھیل جاتی ہے۔ ایک جگہ محدود نہیں رہتی بلکہ ہوا کے ساتھ سفر کرتی ہے۔

جہاں جہاں یہ خوشبو جاتی ہے۔ ماحول کو معطر کر دیتی ہے۔ سونگھنے والے کو یہ خوشبو اچھی لگتی ہے۔

بالکل یہی حال نیکی کا ہے۔ نیکی پھول کی خوشبو کی طرح ہے جو چاروں طرف پھیل کر معاشرے کو مہکا دیتی ہے۔

پیارے بچو! ہمارا اسلام تو ہمیں نیکی کے بہت مواقع فراہم کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ”نیکیوں کی طرف جلدی کرو۔“

گویا کہ ہمارا دین بھی ہمیں نیکیوں کی طرف جلدی کرنے کی ہدایت کر رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ”راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا بھی نیکی ہے۔“

پھر اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: ”اچھا گمان عبادت ہے۔“

اور اس طرح کے بہت سے معمولی کام ہیں جو بہت بڑی نیکی ہیں۔

لہٰذا ہمیں اگر اپنے معاشرے کو مہکانا ہے تو خوب نیکیاں کرنی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین!)

مدیحہ داؤد...... بادامی باغ لاہور

چاند پر پھول



مغرب کی طرف سے ہمیشہ یہ لکھا اور کہا جاتا ہے کہ امریکی خلابازوں نے پہلی مرتبہ چاند پر قدم رکھا۔ چاند گاڑی چلائی اور وہاں گولف بھی کھیلا یہ حقیقت ہے یا افسانہ دونوں صورتوں میں یورپی ماہرین چاند پر پھول

عفان حیدر جھنگ

اگانے کا ارادہ کر کے اس دوڑ میں امریکہ کو پیچھے چھوڑنے کی کوشش میں ہیں۔

تو کیا ایسا ممکن ہو سکے گا؟ کیا چاند پر بھی بہار آسکے گی؟ 'انسان کے لیے ایک چھوٹا بیج، مگر انسانیت کے لئے مضبوط شاخ ......درحقیت یورپی خلائی ادارے 'اسا' یعنی یورپین سپیس ایجنسی کیبر نارڈ فوئنگ کا خیال ہے کہ چاند پر اگایا جانے والا پھول ممکنہ طور پر" ٹیولپ" (گل لالہ) ہوگا جو کہ خاص طور پر یورپ کی پہنچان ہے۔

برنارڈ نامی سائنسدان کا کہنا ہے کہ چونکہ ٹیولپ پھول کو اگنے کے لئے زمین سے غذائیت کی ضرورت نہیں ہوتی' اس کونشونما کے لئے ضروری اجزاء اس کے بیج یا 'بلب' کے اندر ہی موجود ہوتے ہیں اور یہ بہت مضبوط ہوتا ہے اور اس لئے ایسا کرنا شاید ممکن ہو سکے۔

ان کا کہنا ہے کہ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا تجربہ کرنے میں کوئی مذائقہ نہیں۔ برنارڈ نے مزید کہا کہ پودے میں تکنیکی طور پر ایسی تبدیلیاں کی جاسکتی ہیں جو اسے ان حالات میں زیادہ سے زیادہ وقت کے لئے زندہ رکھنے میں مددگار ثابت ہوں یعنی چاند پر اگایا جانے والا ٹیولپ یا "مون ٹیولپ"

یہ تجربہ کامیاب ہو یا نہ ہو' فی الوقت ایمسٹر ڈیم (ہالینڈ کا شہر جہاں پھول کثرت سے ہوتے ہیں) کے ٹیولپس کا چاند پر اگانا ایک خیال ہی ہے۔

'اسا' کے منصوبوں میں چاند پر شمسی توانائی سے چلنے والا روبوٹ بھیجنا بھی سرفہرست ہے۔ ڈاکٹر برنارڈ کا کہنا ہے کہ دس برس پہلے ایسا کرنا ممکن نہیں تھا کیونکہ ادارے کے پاس فنڈز کی کمی تھی اور چاند کی آب وہوا کے بارے میں بھی زیادہ معلومات نہیں تھیں۔ "لیکن آج ایسا کرنا ممکن ہے کیونکہ ہم چاند کے بارے میں بہت کچھ جان گئے ہیں۔"

ان کا کہنا تھا کہ چاند کے قطبین پر ایسے مقامات ہیں جہاں ہمیشہ سورج کی روشنی رہتی ہے۔ 'ہم اپنا روبوٹ ایسے مقام پر اتار سکتے ہیں۔'

دھوپ سے جلد کا رنگ گہرا کیوں ہو جاتا ہے؟

دھوپ میں رہنے سے جلد کا رنگ سانولہ ہو جاتا ہے۔ یہ عمل دراصل فطرت کی طرف سے انسانی جلد کو قدرتی تحفظ دینے کا میکنزم ہے۔ اس میکنزم کے تحت جلد کی رنگت تشکیل دینے والا مادہ میلانن زیادہ مقدار میں پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہ مادہ جلد کو خطرناک اثرات سے تحفظ دیتا ہے۔ جو سورج کی کرنوں میں موجود الٹرا وائیلٹ شعاعیں مرتب کرتی ہیں۔

جلد کی سب سے اوپر والی تہہ میں جو خلیے پائے جاتے ہیں انھیں میلانو سائٹس کہتے ہیں اور یہی خلیے میلانن مادہ پیدا کرتے ہیں۔ جب جلد پہ دھوپ پڑتی ہے تو میلانو سائٹس فعال ہو جاتے ہیں اور انسانی جسم جس قدر زیادہ عرصہ تک دھوپ کی زد میں رہتا ہے۔ مذکورہ خلیے اسی قدر زیادہ مقدار میں میلانن خارج کرتے رہتے ہیں۔ یہ عمل کسی فلٹر کی طرح کام کرتا ہے اور جلد کو الٹرا وائیلٹ شعاعوں کے خلاف ڈھال مہیا کرتا ہے۔ سفید رنگت والی جلد اس عمل کے تحت سانولی اور گندمی رنگت سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔ دھوپ میں رہنے سے اسی وجہ سے جلد کا رنگ گہرا ہو جاتا ہے۔

[حوالہ : کیوں...... طاہر منصور فاروقی: ص/۱۲]

جاوید اسماعیل ملتان

پودینہ سے علاج



پودینہ ایک فرحت بخش سبزی اور طبعی اعتبار سے بھرپور شفا بخش تاثیر رکھنے والی جڑی بوٹی ہے۔ پودینہ کئی کھانوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اگرچہ اسے مکمل طور پر سبزی کے طور پر پکا کر نہیں کھایا جاتا ہے۔ لیکن پودینہ کے ذائقے سے کھانوں کو مہکانے اور طبیعت میں فرحت لانے کے لیے بالخصوص استعمال کیا جاتا ہے۔ جڑی بوٹیوں کے ماہرین کی رائے کے مطابق پودینہ کی خوشبو دماغ کو تازگی بخشتی ہے۔ جنھیں خشکی گھبراہٹ اور ذہنی انتشار اور افسردگی کا احساس ہو رہا ہو وہ تازہ پودینہ کی خوشبو سے اپنا علاج کر سکتے ہیں۔ پودینہ میں ایسے اجزاء ہیں جو طبیعت کو گوشت کھانے پر اکساتے ہیں، ایسے افراد جو گوشت خور ہوں انھیں غذا میں پودینہ بطور سلاد استعمال کرنا چاہیے۔

پودینہ کی کئی اقسام ہیں، ان میں سلیبی پودینہ رنگ برنا پودینہ، سیاہ پودینہ، سفید پودینہ، ادرکی پودینہ، لیمونی پودینہ، کالی نفسی پودینہ، خوشبودار پودینہ معروف اقسام ہیں۔ ان میں سے اکثر کا تعلق بحیرۂ روم کے علاقے اور مغربی ایشیا سے ہے اور اب تو یہ دوسرے ممالک میں بھی دستیاب ہے، سعودی عرب میں مدینہ منورہ کا پودینہ خاص طور پر اپنی خوشبو کے لیے بہت مشہور ہے، عرب ملکوں میں تو پودینہ کی چائے شوق سے پی جاتی ہے۔

پودینہ کے خواص:

پودینہ طبیعت میں تازگی لاتا، بھوک بڑھاتا اور متلی روکتا ہے۔ جسم کی رگیں کشادہ کرتا ہے۔ بلڈ پریشر کے مریضوں کے لیے پودینہ اور لہسن کی چٹنی مفید ثابت ہوتی ہے۔

پودینہ چونکہ طبیعت میں تازگی لاتا ہے اسی لیے اس کی ٹافیاں بھی بنائی جاتی ہیں اور غذاؤں اور داؤں کے علاوہ بیرونی استعمال کے لیے بنائی جانے والی کاسمیٹکس میں اس کے اجزا کو شامل کیا جاتا ہے خاص طور پر چین میں صدیوں سے بطور علاج استعمال ہوتا آرہا ہے۔

عائشہ رمضان، اسلام پورہ سرگودھا